عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۷ روپے

جلد: ۲۶ | ۱۸ تا ۲۵/ ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق ۸ تا ۱۵/ مئی ۲۰۰۷ء | شمارہ: ۱۸

قرآنی آیات پر اسلام دشمنوں کے بے جا اعتراضات

موجودہ حالات اور اُمّتِ مسلمہ کے لئے لمحۂ فکریہ

اُسوۂ ابراھیمی اور رشتۂ آزری

حق و باطل کی کشمکش

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

اچھے نام رکھے جائیں:

(محمد شفیق' راولپنڈی)

س:...... میری ایک بیٹی ہے' جس کا نام ہم نے ''نمرہ'' رکھا ہے۔ کیا یہ نام صحیح ہے؟ اگر درست ہے تو برائے مہربانی اس کے معنی بتائیں؟

ج:......''نمرہ'' کے معنی عدد' نمبر' شمار' اور چیتے کی مادہ کو بھی نمرہ کہتے ہیں اور غصے کی حالت میں تیندوے کی شکل اختیار کرنے کے بھی آتے ہیں۔

نام تو علامت کے لئے ہوتا ہے' تاہم نام کسی بزرگ صحابیؓ اور صحابیہؓ کے نام پر ہونا چاہئے۔

ہاتھوں کی لکیروں سے قسمت کا حال معلوم کرنا:

(اختر جمیل' سیالکوٹ)

س:...... کیا یہ درست ہے کہ ہاتھ کی لکیروں میں قسمت کا حال ہوتا ہے؟ جبکہ قسمت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک تحفہ ہے' تو کیا ہاتھ کی لکیریں دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... قسمت کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ جو لوگ ہاتھوں کی لکیریں دیکھ کر دوسروں کو ان کی قسمت کا حال بتلاتے ہیں' ان بے چاروں کو تو اپنی قسمت کا حال معلوم نہیں' ورنہ وہ سڑک کے کنارہ بیٹھ کر اس قدر ذلیل نہ ہوتے' بلکہ وہ اپنی قسمت کا حال معلوم کرکے کوئی باعزت روزگار تلاش کرلیتے۔

طلاق کے بعد صلح:

(نوید زیدی' راولپنڈی)

س:...... چند سال قبل میرے شوہر نے مجھے زبانی اور تحریری طلاق دی تھی' بعد میں بغیر نکاح گھر والوں نے صلح کرادی' کیا طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

مولانا سعید احمد جلال پوری

ج:...... یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اگر انہوں نے ایک یا دو صریح طلاق دی تھی' تو پھر عدت کے اندر اندر بلا نکاح رجوع کرنے اور صلح سے معاملہ صحیح ہوگیا۔

اگر انہوں نے طلاق بائنہ دی تھی' تو بلا نکاح رجوع اور صلح صحیح نہیں۔

اور اگر اس نے تین طلاق دی تھیں' تو بغیر تحلیل شرعی کے دوبارہ نکاح ہی نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ محض خلع سے کام چل جائے۔

یہ ملازمت چھوڑ دیں:

(نور حسن' لندن)

س:...... میں لندن میں اسٹوڈنٹ ویزے پر آیا ہوں' تعلیم کے ساتھ ساتھ میں پارٹ ٹائم ملازمت بھی کرتا ہوں' جہاں میں کام کرتا ہوں' وہ کمپنی کھانے پینے کی اشیاء بناتی ہے' مثلاً: سینڈوچ اور پنیر میں سور کا گوشت استعمال ہوتا ہے' میرا کام ان اشیاء پر لیبل لگانا ہے' جو مشین کے ذریعے گزارنا ہوتا ہے' کبھی کبھار ان پر ہاتھ لگ جاتا ہے' لیکن اس وقت میں دستانے استعمال کرتا ہوں۔ قرآن و حدیث کی رو سے میرا یہاں ملازمت کرنا کیسا ہے؟

نیز کمپنی میں ایسی پاک جگہ نہیں' جہاں ہم نماز ادا کرسکیں' اس صورت میں کیا حکم ہے؟

ج:...... اگر اس کمپنی کی زیادہ آمدنی حلال کی ہے' تب تو اس کمپنی میں ملازمت صحیح ہے' ورنہ یہاں کام کرتے رہنا حرام اور ناجائز ہے' یہ ملازمت چھوڑ کر کوئی دوسری ملازمت دیکھ لیں۔

☆☆......☆☆

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

جلد:۲۶ شمارہ:۱۸ ۱۸تا۲۵/ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ مطابق یکم ۱۵تا۸/مئی ۲۰۰۷ء

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خان

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا سعید احمد جلالپوری
علامہ احمد میاں حمادی | صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری | مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی | مولانا مفتی احسان احمد
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا | کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

قادیانیوں کے الحاد و زندقہ کی اشاعت......	اداریہ	۴
موجودہ حالات اور امت مسلمہ کیلئے راہ عمل	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۷
قرآنی آیات پر اسلام دشمنوں کے بے جا اعتراضات	مفتی محمد سلمان منصور پوری	۱۱
اسوۂ ابراہیمی اور شیوۂ آزری	مولانا سعید الرحمن اعظمی	۱۵
مسلمانوں کو مایوس نہیں ہونا چاہئے	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۱۸
اسلاف کے تابندہ نقوش	عبداللہ	۲۰
میدان مباحثہ اور مرزائی گروہ	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	۲۳
خبروں پر ایک نظر		۲۶

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

قادیانیوں کے الحاد وزندقہ کی اشاعت‘ ترویج اور ترجمانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

روز نامہ ”جنگ“ لندن کی ۱۱/ مارچ ۲۰۰۷ء کی اشاعت میں قادیانی جماعت کو مسلمانوں کا ایک فرقہ باور کرانے کی ناپاک کوشش کرتے ہوئے قادیانی جماعت کے اس دعوے کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ قادیانی جماعت کے ارکان:

”۱:......ختم نبوت پر دل کی گہرائیوں سے ایمان رکھتے ہیں‘ اور یہ کہ قرآن قیامت تک کے لئے اللہ کی آخری کتاب ہے‘ جس کا ایک لفظ یا شوشہ بھی تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔

۲:......جہاد کے حقیقی مفہوم پر ایمان رکھتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ آج کے دور میں جہاد ”بالسیف“ معطل ہے۔“

گزشتہ دنوں ایک سائل نے قادیانیوں کے دجل کو اُجاگر کرنے اور حقائق سے آگاہی حاصل کرنے کی غرض سے ایک سوال نامہ ارسال کیا‘ جس میں قادیانی جماعت اور اس کے ماننے والوں کا شرعی حکم دریافت کرتے ہوئے یہ سوال کیا گیا کہ ایسی جماعت جو ختم نبوت کا محض زبانی کلامی اقرار‘ قرآن کریم کی صداقت کا جھوٹا اقبال اور جہاد کی منسوخی کا واضح اعلان کرے‘ کیا اس کا یہ دعویٰ امت مسلمہ کو دھوکا دینے کی کوشش‘ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلہ اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی خلاف ورزی اور سپریم کورٹ کے اُن فیصلوں پر شب خون مارنے کے مترادف نہیں؟ جن میں قادیانی جماعت اور اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو خارج از اسلام قرار دیا گیا ہے؟ اس کے ساتھ ساتھ سائل نے ”اعتذار“ کے نام پر قادیانی دعوؤں کی تشہیر وتبلیغ میں ملوث اخبار کے بارے میں احکام شرعیہ دریافت کرتے ہوئے یہ نکتہ اٹھایا ہے کہ کیا اخبار کا یہ طرز عمل قادیانیت کی ترجمانی‘ ان کے کفریہ عقائد کی ترویج واشاعت‘ مسلمانوں کی دل آزاری اور آئین پاکستان کی توہین وتضحیک کے مترادف نہیں؟ اگر ایسا ہے تو یہ اخبار کس سلوک کا مستحق ہے؟

ذیل میں یہ سوال نامہ اور اس کا جواب شائع کیا جارہا ہے‘ تاکہ قارئین کو اندازہ ہوسکے کہ کس طرح نت نئے انداز سے قادیانیوں کو مسلمان ثابت کرکے اُن کے جھوٹے مذہب کی تبلیغ واشاعت کی جارہی ہے اور اسلام کے انکار‘ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور آپ ؐ کے منصب نبوت کی تضحیک کے باوجود چور دروازے سے قادیانیوں کو دوبارہ دائرہ اسلام میں لانے اور قادیانیت کو ”حقیقی اسلام“ باور کرانے کی سازش کی جارہی ہے۔ چنانچہ سوال نامہ ملاحظہ ہو:

”کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

دنیا بھر کے مسلمان جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت ہے‘ وہ ختم نبوت کا منکر ہے‘ اس نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کا ارتکاب کیا‘ وہ قرآن کریم پر ایمان نہیں رکھتا بلکہ وہ اپنی وحی پر ایمان رکھتا ہے‘ وہ قرآن کریم کی توہین وتنقیص کا مرتکب اور جہاد جیسے حکم شرعی کا منکر ہے‘ اس لئے وہ اور اس کے تمام ماننے والے کافر اور غیر مسلم ہیں۔ چنانچہ ۱۹۷۴ء میں قادیانی عقائد پر تفصیلی بحث وتحقیق کے بعد پارلیمنٹ نے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تھا‘ اور ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے بعد وہ اپنے آپ کو کسی اعتبار سے مسلمان باور نہیں کراسکتے‘ اور نہ ہی مسلمانوں کی اصطلاحات وعقائد واصطلاحات کو اپنے عقائد کا نام دے سکتے‘ چونکہ اس سے قبل قادیانی مسلمانوں کو دھوکا دیتے تھے اور اپنے عقائد پر اسلام کا ملمع کرتے تھے‘ اس لئے امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

اس تفصیل کے بعد قادیانیوں کا یہ کہنا کہ: ”ہم ختم نبوت پر دل کی گہرائیوں سے ایمان رکھتے ہیں‘ اور یہ کہ قرآن کریم قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے‘ جس کا ایک ایک لفظ یا شوشہ بھی تبدیل نہیں کیا جاسکتا‘ جہاد کے حقیقی مفہوم پر ایمان رکھتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ

آج کے دور میں جہاد بالسیف معطل ہے' وغیرہ' کیا ان کا یہ کہنا درست ہے؟

جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی انکار ختم نبوت' دعویٰ نبوت' قرآن کریم کی توہین وتنقیص اور منسوخی جہاد سے متعلق بہت سی تصریحات موجود ہیں' جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب دافع البلاء صفحہ:۱۱' روحانی خزائن صفحہ:۲۳۱' جلد:۱۸ میں دعویٰ نبوت کرتے ہوئے بانگ دہل لکھتا ہے کہ:

"سچا خدا وہی خدا ہے' جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"

اسی طرح اس نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ: "میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔"

(کتاب ایک غلطی کا ازالہ ص:۷' روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۱۱)

ایسے ہی اس نے قرآن کی توہین کا بھی ارتکاب کیا ہے' ملاحظہ ہو:

۱:..... "قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔" (تذکرہ مجموعہ الہامات ص:۶۳۵' طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

۲:..... قرآن شریف' مرزا غلام احمد قادیانی پر دوبارہ اترا' اس کے بیٹے کی تصریح ملاحظہ ہو:

"ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن مجید ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی' مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے' اسی لئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ (مرزا قادیانی) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کرکے آپ پر قرآن شریف اتارا جائے۔" (کلمۃ الفصل ص:۱۷۳ از مرزا بشیر احمد ایم اے)

اسی طرح جہاد کی منسوخی کے متعلق مرزا قادیانی اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ ضمیمہ صفحہ:۴۲' روحانی خزائن جلد:۱۷ صفحہ:۷۷/۷۸ پر لکھتا ہے:

الف:..... اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

ب:..... "میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے' اور میں نے (مرزا قادیانی..... ناقل) ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔" (تریاق القلوب ص:۲۷/۲۸' روحانی خزائن ج:۱۵ ص:۱۵۵/۱۵۶)

ان تفصیلات کی روشنی میں ایسی جماعت اور اس گروہ کے ماننے والوں کا شرعی حکم کیا ہے؟ نیز ایسی جماعت جو زبانی کلامی ختم نبوت کا اقرار کرے' قرآن کریم کی صداقت کو بیان کرے' اور مندرجہ بالا حوالہ جات کے پیش نظر ختم نبوت کا انکار کرے' قرآن کریم کی توہین کرے' جہاد کی منسوخی کا واضح طور پر اعلان کرے' کیا یہ امت مسلمہ کو دھوکا دینے کی کوشش نہیں؟ کیا یہ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلہ کی خلاف ورزی نہیں؟ کیا یہ امتناع قادیانیت آرڈی ننس کی خلاف ورزی اور عدالت عظمیٰ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلوں پر شب خون مارنے کے مترادف نہیں؟ جس میں اس جماعت اور اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو خارج از اسلام قرار دیا گیا ہے؟

اس سب سے افسوسناک امر یہ ہے کہ ایسا مواد شائع کرنے والا اخبار جنگ (جس کا تراشہ منسلک ہے) کس سلوک کا مستحق ہے؟ کیا اس کا یہ طرز عمل قادیانیت کی ترجمانی' ان کے کفریہ عقائد کی اشاعت وترویج' مسلمانوں کی دل آزاری اور آئین پاکستان کی توہین وتضحیک کے مترادف نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو یہ ادارہ کس سلوک کا مستحق ہے؟ واضح کریں۔ والسلام..... محمد انور

جواب:..... جیسا کہ آپ نے لکھا ہے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے اپنے کفریہ عقائد کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں' چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے تئیں نبی' رسول اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس نے حیات ونزول عیسیٰ کا انکار اور توہین انبیاء کا ارتکاب بھی کیا ہے' اس کے علاوہ وہ جہاد کی منسوخی کا بھی دعویدار ہے۔ اس لئے وہ اور اس کے ماننے والے کافر مرتد اور زندیق ہیں۔ قرآن وسنت' اجماع امت اور علمائے امت کے علاوہ آئین پاکستان اور رابطہ عالم اسلامی اور دنیا بھر کی دینی ومذہبی جماعتوں کا اس پر اتفاق ہے۔ اسی طرح پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں اور دنیا بھر کی غیر جانبدار غیر مسلم عدالتوں نے بھی

قادیانیوں کو غیر مسلم اور مسلمانوں سے ایک الگ مذہبی گروہ قرار دیا ہے۔

بایں ہمہ قادیانی ہمیشہ سے اپنے کفریہ عقائد کو اسلام باور کراتے آئے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا دے کر ان کے ایمان وعقائد پر ڈاکا ڈالنے کی ناپاک کوششوں میں مصروف رہے ہیں۔

اس لئے ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے ذریعہ انہیں ان گھناؤنی حرکتوں سے باز رکھنے کی کوشش کی گئی' اور انہیں پابند کیا گیا کہ وہ کسی اعتبار سے بھی اپنے آپ کو مسلمان نہ کہیں اور نہ ہی اسلامی شعائر کو استعمال کریں۔

چونکہ قادیانی اسلام کے باغی اور پیغمبر اسلام کے غدار ہیں' اس لئے وہ ہمیشہ لادین قوتوں کے آلہ کار اور ان کے مفادات کے محافظ رہے ہیں' اس لئے وہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف' اسلام دشمن قوتوں کی ہر دریدہ دہنی کے دل سے حامی اور درپردہ موید رہے ہیں۔

گزشتہ دنوں جب توہین رسالت پر مبنی خاکوں کا معاملہ اٹھا تو روزنامہ جنگ کے ایک رپورٹر ڈاکٹر جاوید کنول نے اپنے ذرائع سے لکھا اور ثابت کیا کہ ڈنمارک کی جانب سے ان شر انگیز خاکوں کی اشاعت میں قادیانیوں کا بھی ہاتھ ہے۔ اس پر قادیانیوں نے روزنامہ جنگ کو ایک نوٹس جاری کیا اور کہا کہ اس خبر کی اشاعت پر معذرت شائع کی جائے' ورنہ ہم ہرجانہ کا دعویٰ کریں گے' چنانچہ روزنامہ جنگ کی انتظامیہ نے نامعلوم کن وجوہات کی بنا پر اس پر معذرت شائع کی' لیکن اس معذرت میں ان کے کفریہ عقائد کی اشاعت کر کے قادیانیت کے ترجمان کا ناپاک اور شرمناک کردار ادا کیا' اگر روزنامہ جنگ اس خبر کی اشاعت پر صرف معذرت ہی شائع کرتا تو شاید کسی کو اس پر اعتراض نہ ہوتا' لیکن اس کے ساتھ ہی روزنامہ جنگ کا یہ شائع کرنا کہ:

"ہم ......قادیانی......دل کی گہرائیوں سے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں' قرآن کو اللہ کی آخری کتاب مانتے ہیں اور اس میں تحریف کے قائل نہیں ہیں' اور جہاد کے حقیقی مفہوم پر ایمان رکھتے ہیں۔"

دراصل قادیانیوں کے الحاد و زندقہ پر مشتمل عقائد کی اشاعت و ترویج' ان کی ترجمانی اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کے مترادف ہے' لہٰذا روزنامہ جنگ کا یہ کردار خالص توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے' بلکہ کفر کو اسلام باور کرانے کے مترادف ہے' اس لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ روزنامہ جنگ اور اس کے ذمہ داروں کا محاسبہ کریں' ان سے پوچھیں کہ ایسا کیوں کیا گیا؟ اور مسلمانوں کے دلوں کو کیونکر زخمی اور چھلنی کیا گیا؟

ستم بالائے ستم یہ کہ اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب ایک بار نہیں' دو بار ارتکاب کیا گیا ہے' چنانچہ یہ نام نہاد معذرت نامہ یا جرم نامہ ایک بار ۱۱/ مارچ ۲۰۰۷ء کو اور دوسری بار ۱۸/ مارچ ۲۰۰۷ء کو روزنامہ جنگ لندن میں شائع کیا گیا' کیا کہا جائے کہ یہ سہواً ہوا ہے یا قصداً؟

اگر روزنامہ جنگ لندن اور اس کے ذمہ داران میں سے کوئی اسلام دشمن اور قادیانی ہے تو اس کو قابل ذکر سزا دی جائے اور مسلمانوں کی دل آزاری اور توہین رسالت کے اس ناپاک جرم پر اللہ' رسول اور امت مسلمہ سے معافی مانگی جائے اور اس پر جلی حروف میں معذرت نامہ شائع کیا جائے اور آئندہ اس گھناؤنی حرکت کے نہ دہرائے جانے کی یقین دہانی کرائی جائے' ورنہ بصورت دیگر مسلمانوں کا فرض ہے کہ روزنامہ جنگ لندن اور اس کے کارپردازوں کا تعاقب کریں اور جس طرح ممکن ہو ان مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

روزنامہ جنگ کے مالکان کو سوچنا چاہئے کہ وہ مسلمان ہیں' ان کو مرزا غلام احمد قادیانی کا نہیں' حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترجمان کا کردار ادا کرنا چاہئے ورنہ بصورت دیگر اس بات کا شدید اندیشہ ہے کہ کہیں کل قیامت کے دن ان کا حشر مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے ساتھ نہ ہو اور انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کی بجائے جہنم کی راہ نہ دیکھنا پڑے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ واللہ اعلم بالصواب

سعید احمد جلالپوری

۲۵/۳/۲۸ھ

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

موجودہ حالات اور امت مسلمہ کے لئے راہِ عمل

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی

اس وقت پورا عالم اسلام خاص طور پر ہمارا ملک (جو صدیوں تک اسلامی اقتدار، عزت وشرف اور اسلامی علوم وفنون کا مرکز رہا ہے، اور جہاں ایسی زبردست اصلاحی تحریکیں، مصلحین اور علمائے ربانیین پیدا ہوئے، جن کی دعوت و اثرات عالم اسلام کے دور دراز ملکوں تک پہنچے) ایک ایسے آزمائشی دور سے گزر رہا ہے، جس کی نظیر گزشتہ تاریخ میں صدیوں تک نہیں ملتی۔

اس دور آزمائش میں مسلمانوں کا صرف ملی تشخص، دین کی دعوت وتبلیغ کے مواقع و امکانات اور ملک ومعاشرہ کو صحیح راستہ پر لگانے اور اس کائنات کے خالق ومالک کی صحیح معرفت اور عبادت اور دین صحیح کی طرف رہنمائی کی صلاحیت اور استطاعت تو بڑی چیز ہے (کم سے کم اس ملک میں) ان کی زندگی کا تسلسل، جسمانی وجود، عزت وآبرو، مساجد ومدارس، اور صدیوں کا دینی وعلمی اثاثہ اور قیمتی سرمایہ بھی خطرہ میں پڑ گیا ہے، وہ نہ صرف دور دراز قصبات اور دیہاتوں میں، بلکہ بڑے بڑے مرکزی شہروں میں بھی، جہاں وہ بڑی تعداد میں بستے ہیں اور ممتاز صلاحیتوں، ذہنی امتیازات اور مہارتوں کے مالک ہیں، کچھ عرصہ سے خوف وہراس کی زندگی گزار رہے ہیں اور کہیں کہیں ان کا نقشہ بعینہ وہ ہو گیا ہے، جس کی تصویر قرآن مجید نے اپنے بلیغ ومعجزانہ الفاظ میں اس طرح کھینچی ہے:

''زمین اپنی ساری وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں بھی ان پر دوبھر ہوگئیں۔''

(سورۂ توبہ:۱۱۸)

اس صورت حال کی اگر کوئی مثال پچھلی تاریخ میں مل سکتی ہے، تو وہ ساتویں صدی ہجری (تیرہویں صدی عیسوی) میں تاتاریوں کا ترکستان، ایران اور عراق پر حملہ ہے، جس نے شہر کے شہر بے چراغ اور تودۂ خاک بنا دیئے تھے اور عالم اسلام کی چولیں ہل کر رہ گئی تھیں، لیکن وہ ایک نیم وحشی قوم کی فوجی یلغار تھی، جس کے ساتھ کوئی دعوت، تہذیب، فلسفہ، مذہبی نفرت وتعصب اور جسمانی ومعنوی نسل کشی کا منصوبہ یا ارادہ نہ تھا، اور نہ وہ کسی متوازی تہذیب وفلسفہ کے حامل تھے، اس وقت خوش نصیبی سے وہ اہل دل، صاحب روحانیت، دین کے مخلص اور صاحب تاثیر داعی و مبلغ بھی موجود تھے، جن کے اثر وصحبت سے پوری کی پوری تاتاری قوم (جو لاکھوں کی تعداد میں تھی) اسلام کی حلقہ بگوش ہی نہیں، دین حق کی حامی ومحافظ اور علمبردار بن گئی اور اس نے متعدد وسیع وزبردست اسلامی سلطنتیں قائم کیں، مشہور مورخ ٹی ڈبلیو آرنلڈ اپنی کتاب ''دعوت اسلام'' میں لکھتا ہے:

''لیکن اسلام اپنی گزشتہ شان و شوکت کے خاکستر سے پھر اٹھا اور واعظین اسلام نے انہیں وحشی مغلوں کو، جنہوں نے مسلمانوں پر کوئی ظلم اٹھا نہ رکھا تھا، مسلمان کرلیا۔''

آج کی صورت حال، خاص طور پر جن ملکوں میں مسلمان عددی اقلیت میں ہیں اور ماضی میں وہ حکومت واقتدار کے منصب پر فائز رہ چکے ہیں، دوسرے اسلامی ممالک سے مختلف اور زیادہ نازک ہے، یہاں ان کی تاریخ (ایک علمی اور سیاسی سازش کے تحت) اس طرح مرتب اور پیش کی گئی ہے کہ وہ اکثریت میں بغض ونفرت اور انتقامی جذبہ پیدا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے، پھر بعض اوقات ان ملکوں کی سیاسی قیادتوں یا وقتی پیش آمدہ مسائل میں مسلمانوں کی رہنمائی و نمائندگی کرنے والی تنظیموں اور جماعتوں نے غیر معتدل جذباتیت، ناعاقبت اندیشی اور نام ونمود حاصل کرنے کے شوق میں ہنگامہ خیزی سے کام لینے کی غلطی کی، وہاں مسلمان شدید مذہبی منافرت وتعصب، تہذیبی وثقافتی محاذ آرائی کا شکار ہوئے۔

پھر نصاب تعلیم' صحافت اور ابلاغ عامہ کے ذریعہ مسلمانوں کی آئندہ نسل کو اولاً تہذیبی وثقافتی ارتداد' ثانیاً (خاکم بدہن) ایمانی واعتقادی ارتداد کا شکار بنانے کا منصوبہ بنایا گیا اور اس کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔

یہ حالات یقیناً نہ صرف ایمانی و مذہبی غیرت اور پختہ دینی شعور رکھنے والوں کے لئے' بلکہ حالات پر سطحی نظر رکھنے والے مسلمانوں کے لئے بھی' جو گردوپیش کے حالات کو دیکھتا' اخبارات پڑھتا اور خبریں سنتا ہے' سخت تشویش انگیز ہیں' وہ بھی مایوسی اور بعض اوقات حالات کے سامنے سپر انداز ہوجانے پر بھی آمادہ کرتے ہیں' لیکن اس خدائے واحد پر ایمان رکھنے والے مسلمان کے لئے' جس کے ہاتھ میں اس کارخانہ عالم کی باگ ڈور ہے' جو اپنے دین کا محافظ' حق کا حامی' مظلوم کی مدد کرنے والا' پامال اور خستہ حال کو اٹھانے والا اور سرکش ومتکبر کو نیچا دکھانے والا ہے' اور جس کی شان یہ ہے کہ:

''الا لہ الخلق والامر''

ترجمہ:''دیکھو سب مخلوق بھی اس کی ہے اور حکم بھی اسی کا چلتا ہے۔''

کوئی انقلاب اور تغیر حال ناممکن نہیں۔

اس خدائے واحد کے بارے میں مسلمان شہادت دیتا ہے:

''کہو کہ اے خدا! (اے) بادشاہی کے مالک! تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے' اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے' ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے' اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے' تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے' اور تو ہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے' اور تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے' اور تو ہی جاندار میں سے بے جان پیدا کرتا ہے' اور تو ہی جس کو چاہتا ہے' بے شمار رزق بخشتا ہے۔''

(سورۂ آل عمران:۲۶'۲۷)

ایک ایسے موقع پر جب ایک مفتوح و مغلوب قوم کے غالب آنے اور ایک فاتح اور غالب ملک کے مغلوب ہونے کے بارے میں کوئی امید تھی' نہ کوئی پیش گوئی کی جرأت کرسکتا تھا' قرآن مجید میں صاف فرمایا گیا ہے:

''پہلے بھی اور پیچھے بھی خدا ہی کا حکم ہے اور اس روز مومن خوش ہوجائیں گے خدا کی مدد سے' وہ جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب و مہربان ہے۔''

لیکن اس تبدیلی حال اور اس خطرے سے بچنے کے لئے جواب مشاہدہ اور تجربہ کی شکل میں آ گیا ہے' کچھ خدائی قانون' اس کے بھیجے ہوئے آخری پیغمبر انسانیت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات اور خود ان کا اسوۂ سنت اور ان کے تربیت یافتہ اصحاب کاملین کا نمونہ وعمل ہے۔

پیش نظر مضمون میں قرآن' حدیث' سیرت نبویؐ اور اسوۂ صحابہؓ کی روشنی میں چند شرائط و ہدایات کو پیش کیا جارہا ہے:

ا:..... اس وقت دنیا کے تمام مسلمانوں اور خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں کا سب سے پہلا فرض اور ضروری کام رجوع الی اللہ' انابت' توبہ و استغفار اور دعا و ابتہال (گریہ وزاری) ہے۔

قرآن مجید کی صریح آیت ہے:

''اے ایمان والو! مدد حاصل کرو صبر اور نماز سے' بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

(سورۂ بقرہ:۱۵۳)

ایک دوسری آیت میں فرمایا:

''بھلا کون بے قرار کی التجا کو قبول کرتا ہے' جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور کون اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے اور (کون) تم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے۔'' (سورۂ نمل:۶۲)

دوسری جگہ فرمایا گیا:

''اے ایمان والو! اللہ کے آگے سچی توبہ کرو' عجب کیا ہے کہ تمہارا پروردگار (اس سے) تمہارے گناہ تم سے دور کردے۔'' (سورۂ تحریم:۸)

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ ذرا بھی کوئی پریشانی کی بات پیش آتی تو فوراً نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے اور دعا میں مشغول ہوجاتے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی پریشانی کی بات پیش آتی' تو آپ نماز شروع کردیتے۔''

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی عادت مبارکہ تھی کہ جب تیز ہوا والی رات ہوتی‘ تو آپؐ کی پناہ گاہ مسجد ہوتی‘ آپؐ وہاں اس وقت تک تشریف رکھتے کہ ہوا ٹھہر جاتی‘ اگر آسمان میں سورج یا چاند کو گہن پڑتا‘ تو نماز ہی کی طرف آپؐ کا رجوع ہوتا‘ اور آپؐ اس وقت تک مشغول رہتے کہ گہن ختم ہو جاتا۔“

اس بنا پر اس وقت دعا و مناجات‘ تلاوت قرآن پاک خاص طور پر ان آیات اور سورتوں کی تلاوت کا اہتمام کیا جانا چاہئے‘ جن میں امن و امان اور فتح و نصرت کا مضمون آیا ہے‘ مثلاً: سورۂ قریش‘ اور آیت کریمہ ”لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین“ کا ورد رکھا جائے۔

۲:...... دوسری شرط اور ضروری اور فوری قدم یہ ہے کہ معصیتوں سے توبہ کی جائے‘ گناہوں سے اجتناب اور احتراز برتا جائے‘ حقوق کی ادائیگی ہو۔

اس سلسلہ میں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے اس ایک فرمان کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے‘ جو انہوں نے اپنی افواج کے ایک قائد کو بھیجا‘ وہ تحریر فرماتے ہیں:

”اللہ کے بندہ امیر المومنین عمر کا یہ ہدایت نامہ منصور بن غالب کے نام! جب کہ امیر المومنین نے ان کو اہل حرب سے اور ان اہل صلح سے جو مقابلہ میں آئیں جنگ کرنے کے لئے بھیجا ہے‘ امیر المومنین نے ان کو یہ حکم دیا ہے کہ ہر حال میں تقویٰ اختیار کریں‘ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ بہترین سامان‘ موثر ترین تدبیر اور حقیقی طاقت ہے۔

امیر المومنین ان کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے دشمن سے زیادہ اللہ کی معصیت سے ڈریں‘ کیونکہ گناہ انسان کے لئے دشمن کی تدبیروں سے زیادہ خطرناک ہے اور ان کے گناہوں کی وجہ سے (دشمن) ان پر غالب آجاتے ہیں‘ اگر ہم اور وہ دونوں معصیت میں برابر ہو جائیں‘ تو وہ قوت اور تعداد میں ہم سے بڑھ کر ثابت ہوں گے‘ اپنے گناہوں سے زیادہ کسی کی دشمنی سے چوکنا نہ ہوں‘ جہاں تک ممکن ہو‘ اپنے گناہوں سے زیادہ کسی چیز کی فکر نہ کریں۔“

(تاریخ دعوت عزیمت حصہ اوّل)

۳:...... غیر مسلموں کو اسلام سے متعارف کرانے کی کوشش کریں اور ایسے کسی موقع کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیں‘ ہمارے پاس سب سے بڑی طاقت وہ فطری‘ معقول‘ پرکشش اور دل و دماغ کو تسخیر کرنے والا دین‘ قرآن مجید کا اعجازی صحیفہ‘ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی دلکش اور دلآویز سیرت اور اسلام کی قابل فہم‘ قابل عمل اور عقل سلیم کو متاثر کرنے والی تعلیمات ہیں‘ جو اگر کھلے دماغ اور صاف ذہن سے پڑھی جائیں‘ تو اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتیں اور انہیں نے دنیا کے وسیع ترین رقبہ اور متمدن اور ذہین قوموں کو اپنا عاشق اور اپنے اوپر کاربند بنالیا‘ اور ملک کے ملک (جو اپنی صدہا سال کی تہذیبیں‘ فلسفے اور خلوتیں رکھتے تھے) ان کے حلقہ بگوش اور ان کے داعی و مبلغ بن گئے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے اس ملک میں اس فرض کی ادائیگی میں اور اپنی اس ذمہ داری کے احساس وشعور میں بڑی کوتاہی کی۔ اس کا نتیجہ ہے کہ یہاں کی اکثریت‘ اسلام کی ان روزمرہ کی خصوصیات‘ نشانیوں اور اذان و نماز (جو شہروں دیہاتوں اور محلوں میں پنج وقتہ ہوتی ہے) کے بارے میں بعض اوقات ایسے سوالات کرتی ہے کہ بجائے ان پر ہنسی آنے کے اپنی کوتاہی پر رونا آنا چاہئے‘ وہ ان کے مفہوم و مطلب سے اتنے ناواقف ہیں کہ جن کا قیاس میں آنا مشکل ہے۔ ان کے سلسلے میں ایسے تجربے کثرت سے سفر کرنے والوں اور غیر مسلموں سے میل جول رکھنے والوں کو دن رات پیش آتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے اردو‘ انگریزی اور ہندی میں اسلام کے تعارف میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں‘ ان سے کام لیا جاسکتا ہے۔

۴:...... اس سب کے ساتھ اس ملک میں جس میں صدہا سال سے مسلمان رہتے چلے آئے ہیں اور بظاہر ان کو اسی ملک میں رہنا ہے‘ بجائے باہم‘ انسانی اور شہری بنیادوں پر اتحاد و تعاون اور انسانی جان اور عزت و آبرو کے تحفظ اور انسان کے احترام اور اس سے محبت کی تبلیغ اور تلقین ضروری ہے‘ جو اس ملک کی فضا کو مستقل طور پر معتدل اور پرسکون‘ بلکہ راحت اور باعزت رکھنے کی ضامن ہے‘ اور جس کے بغیر اس ملک کے (جس کے لئے مختلف مذاہب اور تہذیبوں کا مرکز اور دیس ہونا مقدر ہو چکا ہے) ترقی اور نیک نامی الگ رہی‘ امن و امان

اور سکون و اطمینان کے ساتھ باقی رہنا بھی مشکل ہے۔

(ہندوستان میں) یہ تحریک پیام انسانیت کے نام سے کئی سال پہلے شروع کی گئی اور ہندوستان کے تقریباً تمام مرکزی شہروں میں اس کے بڑے بڑے جلسے ہوئے، جن میں خاصی تعداد میں غیر مسلم دانشور، فضلاء، سیاسی کارکن اور رہنما بھی شریک ہوئے۔ اس تعارف اور اس کی ضرورت کی تشریح اور اس کے پیغام پر خاص لٹریچر اردو، ہندی اور انگریزی میں تیار ہو چکا ہے اور اہل شوق کو آسانی سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

۵:...... ایک اہم بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں (خاص طور پر جہاں وہ اقلیت میں ہیں اور وہاں خطرات اور آزمائشوں کا امکان ہے) صلح پسندی، صبر و تحمل، بلکہ ایثار و فیاضی کے ساتھ عزم و ہمت، صبر و ثبات، شجاعت و دلیری کی صفت، راہ خدا میں مصائب برداشت کرنے اور اس پر اللہ کے اجر و ثواب کی طمع، جنت اور لقائے رب کا شوق اور شہادت فی سبیل اللہ کے فضائل کا استحضار بھی موجود و زندہ رہنا چاہئے، اس کے لئے ان صحابہ کرامؓ کے حالات اور داعیان اسلام کے کارناموں کا مطالعہ اور ان کا سننا و سنانا جاری رکھنا چاہئے، جنہوں نے راہ خدا میں بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں اور قربانیاں دیں اور ان کو فضل اعمال اور قرب خداوندی و حصول جنت کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھا، کچھ عرصہ پہلے پڑھے لکھے اور دیندار گھرانوں میں واقدی کی فتوح الشام کا منظوم اردو ترجمہ صمصام الاسلام گھروں میں مجلسوں میں پڑھا جاتا تھا اور اس کا بڑا اثر پڑتا تھا، اب بھی حکایات صحابہ (از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ)، شاہنامہ اسلام (حفیظ جالندھری) اور راقم سطور کی کتاب ''جب ایمان کی بہار آئی'' سے کام لیا جا سکتا ہے، ان کو مسجدوں، مجلسوں اور گھروں میں پڑھنے کا رواج ڈالنا چاہئے۔

۶:...... بڑی ضروری اور آخری بات یہ ہے کہ اس وقت ہر گھر کے ذمہ داروں، بچوں کے والدین اور موجودہ نسل کے لوگوں کو اپنے بچوں اور اپنی آئندہ نسل کو دین کی ضروریات، اسلامی عقائد و دینی فرائض اور اسلامی اخلاق سے واقف کرانے اور بنیادی تعلیم دینے کی ذمہ داری خود قبول کرنا ہے، اور ان پر لازم ہے کہ اس کو اپنا ایسا ہی انسانی و اسلامی فرض سمجھیں، جیسا کہ بچوں کی خوراک و غذا، لباس و پوشاک اور صحت و بیماری کے علاج کی ذمہ داری کو سمجھتے ہیں اور اس کا انتظام کرتے ہیں، بلکہ حقیقت میں دین کی ضرورت، عقائد کی تعلیم اور صحیح اسلامی عقیدے کی حفاظت اور تقویت کا کام ان جسمانی وطبعی ضروریات کی تکمیل اور ان کے انتظام سے بھی زیادہ ضروری ہے، اور اس سے غفلت ان انسانی وجسمانی ضروریات کی تکمیل سے غفلت اور اس کے بارے میں سہل انگاری سے کام لینے سے زیادہ خطرناک اور برے نتائج کا سبب ہے، اس لئے کہ دینی تعلیم و تربیت اور صحیح اسلامی عقائد کا معاملہ ایک لافانی وابدی زندگی (حیات بعد الموت) کے انجام اور اچھے برے نتائج سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صاف صاف ارشاد فرماتا ہے:

''اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے۔'' (سورۂ تحریم:۶)

اور صحیح حدیث میں آتا ہے کہ: تم میں سے ہر ایک، ایک حاکم اور زبردست اور زیر فرمان لوگوں کے ذمہ دار کی حیثیت رکھتا ہے، اور ہر ایک سے اس کی اپنی اس رعیت (زیر اثر لوگوں) کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

اس لئے گھر، محلّہ، مسجد، مکتب اور مدرسہ میں بچوں کی دینی تعلیم کا انتظام ہونا چاہئے اور ہر عاقل و بالغ مسلمان اور عیال دار آدمی کو یہ ذمہ داری قبول کرنی چاہئے۔

☆☆......☆☆

> **مسلمانوں میں (خاص طور پر جہاں وہ اقلیت میں ہیں اور وہاں خطرات اور آزمائشوں کا امکان ہے) صلح پسندی، صبر و تحمل، بلکہ ایثار و فیاضی کے ساتھ عزم و ہمت، صبر و ثبات، شجاعت و دلیری کی صفت، راہ خدا میں مصائب برداشت کرنے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے اجر و ثواب کی طمع، جنت اور لقائے رب کا شوق اور شہادت فی سبیل اللہ کے فضائل کا استحضار بھی موجود و زندہ رہنا چاہئے**

قرآنی آیات پر اسلام دشمنوں کے بے جا اعتراضات

مفتی محمد سلمان منصور پوری

جان و مال کی قربانی کے بدلہ میں جنت کا وعدہ:

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی' وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں' جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔" (التوبہ:۱۱۱)

وضاحت:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو جنت کی خوشخبری سنائی ہے' جو دراصل دین کے لئے ان کی طرف سے پیش کردہ جانی اور مالی قربانیوں کا صلہ ہے۔ اہل ایمان کو دشمنوں کے نرغے سے بچانے کے لئے اگر جان کی بازی لگانی پڑے تو بھی مومن کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے' اور ظاہر ہے کہ جب دشمنوں سے جنگ کی نوبت آئے گی تو دونوں باتیں ہوں گی' کبھی دشمن مارے جائیں گے اور کبھی مومن کو شہادت نصیب ہوگی' بہرکیف اس آیت کا تعلق دین کے لئے قربانی دینے کے اسی جذبہ سے ہے' اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ خواہ مخواہ کفار سے جنگ کی جائے یا بے قصوروں کو ستایا جائے وغیرہ' بلکہ اہل ایمان کی ایک صفت بیان کی گئی کہ جب جانی یا مالی قربانی کا موقع آتا ہے (جو ایک ناگزیر حالت ہے' یعنی جب قتال کے علاوہ تحفظ دین کا کوئی راستہ ہی باقی نہ رہے) تو مومنین کی شان یہ ہے کہ وہ کسی طرح کی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ یہ جذبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اتنا گراں قدر ہے کہ اس کے بدلہ میں جنت کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔

لہٰذا اس آیت کو کفار کی دشمنی کے بجائے اہل ایمان کے ایمانی جذبات کے تناظر میں دیکھنا چاہئے' جو آیت کا اصل مدعا ہے' اور واقعہ یہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں یہ جذبہ بیدار نہ رہتا' تو دشمنانِ دین کب کے دین کو مٹانے میں کامیاب ہو چکے ہوتے' امت میں اس جذبہ کا وجود ہی بظاہر اسباب آج دنیا میں دین کی بقا کا سبب بنا ہوا ہے۔

منافقین و کفار کا ٹھکانہ جہنم ہے:

"اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور علانیہ کفر کرنے والوں سے دوزخ کی آگ کا عہد کر رکھا ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے' اور وہ ان کے لئے کافی (سزا) ہے' اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے دور کردے گا اور ان کو عذاب دائمی ہوگا۔" (التوبہ:۶۸)

وضاحت:

اس آیت کا تعلق بھی عقیدۂ آخرت سے ہے' جو لوگ آخرت پر یقین ہی نہیں رکھتے اور جن کے مذہب میں آخرت کا تصور ہی نہیں ہے' انہیں اس طرح کی آیتوں سے ڈرانے کا کوئی مطلب نہیں' ان سے تو صرف وہی ڈرے گا' جو آخرت پر یقین رکھتا ہو' اس لئے ان آیات کو فتنہ انگیزی کی بنیاد نہیں بنایا جاسکتا۔

جہاد کی ترغیب:

"اے پیغمبر! آپ مومنین کو جہاد کی ترغیب دیجئے' اگر تم میں کے بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے' تو دو سو پر غالب آجاویں گے' اور اگر تم میں کے سو آدمی ہوں گے تو ایک ہزار کفار پر غالب آجاویں گے' اس وجہ سے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو دین کو کچھ نہیں سمجھتے۔" (الانفال:۶۵)

وضاحت:

یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے' بلکہ اسلام کی آمد سے لے کر آج

تک تاریخ کے ہر دور میں ان دونوں مذاہب نے اسلام کی بیخ کنی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ہے۔ انہوں نے مادی' علمی' اقتصادی' سیاسی' الغرض ہر میدان میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف محاذ کھول رکھا ہے۔

قرون وسطی میں سالہا سال تک صلیبی جنگیں لڑی جاتی رہیں' پھر اسپین میں اسلام کی بساط اُلٹی گئی' بلقان کے علاقوں میں صدیوں سے مسلمانوں کی خونریزی جاری ہے' انگریز کے خونچکاں بدترین مظالم سے تاریخ کے صفحات سیاہ ہیں' اور آج فلسطین' چیچنیا' بوسنیا' کوسوو وغیرہ میں بھی یہی طاقتیں اسلام سے برسرپیکار ہیں اور مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے پر تلی ہوئی ہیں۔

ان اقوام کی سرشت اور جبلی صفات کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ کون جان سکتا ہے؟ لہٰذا اس نے یہ حقیقت بیان کردی کہ یہ لوگ آپس ہی میں چٹے بٹے ہیں' یہ تمہارے وفادار نہ کبھی ہوسکے ہیں' نہ ہوسکتے ہیں' اس لئے ان کی دوستی پر کبھی بھروسا نہ کرو' جب بھی ان کی دوستی پر بھروسا کیا جائے گا' نقصان اٹھانا پڑے گا۔

بنا بریں یہ آیت قابل اعتراض ہرگز نہیں' کیونکہ اس میں جو حقیقت بیان ہوئی ہے' تاریخ کے حقائق اور مشاہدہ کی آنکھیں برابر اس کی تائید کرتی رہی ہیں' اس لئے سارے عالم کے مسلمانوں کو یقیناً ان بدخواہ طاقتوں سے ہوشیار رہنا چاہیے' اس کے بغیر وہ نقصانات اور ذلتوں سے محفوظ نہیں رہ سکتے' آج دنیا میں مسلمانوں کی ذلت کی اصل وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے کھلے ہوئے بدخواہ دشمنوں کو اپنا دوست اور مشیر بنا کر رکھا ہے' جس کا بدترین انجام عالمی ذلت و نکبت کی صورت میں نمایاں ہے۔ اللّٰھم احفظنا منہ۔

اہل کتاب سے قتال وجزیہ کا حکم:

''اہل کتاب جو کہ نہ خدا پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں اور نہ قیامت کے دن پر' اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جن کو خدا نے اور اس کے رسول نے حرام بتلایا ہے' اور نہ سچے دین (اسلام) کو قبول کرتے ہیں' ان سے یہاں تک لڑو کہ وہ ماتحت ہوکر اور رعیت بن کر جزیہ دینا قبول کرلیں۔'' (التوبہ:۲۹)

وضاحت:

یہ حکم معاہدہ والی قوموں کے متعلق نہیں' بلکہ ان اہل کتاب کے بارے میں ہے' جو اسلام اور اہل اسلام کے لئے خطرہ بن جائیں' تو ضروری ہوجاتا ہے کہ ان کی فتنہ سامانیوں پر پیشگی بند لگایا جائے' اور چونکہ ان کی سرشت میں اسلام دشمنی پیوست ہے' اس لئے جب تک ان کی طاقت بالکل مغلوب نہ ہوجائے' اور وہ ذلت کے ساتھ اسلامی حکومت کی ماتحتی قبول نہ کرلیں' اس وقت تک ان کے ساتھ کوئی رعایت نہ برتی جائے' کیونکہ دشمن کو کسی حد تک پہنچائے بغیر چھوڑ دینا بعد میں مزید خطرات کا باعث بن جاتا ہے۔

اہل کتاب کی آپس میں عداوت:

''اور ہم نے ان میں باہم قیامت تک کے لئے بغض وعداوت ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ عنقریب ان کو ان کے کرتوتوں کے بارے میں آگاہ فرمادے گا۔'' (المائدہ:۱۴)

وضاحت:

یہ آیت یہود ونصاریٰ کے تذکرہ کے ضمن میں نازل ہوئی' جس کا مفہوم یہ ہے کہ مذہبی اعتبار سے یہودیوں اور عیسائیوں اور اسی طرح عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے درمیان دشمنی اور عداوت ڈال دی گئی ہے' جو قیامت تک باقی رہے گی' چنانچہ اسلام کے آنے سے قبل یہ دونوں مذاہب باہم دست وگریباں رہتے تھے' اور اسلام کی آمد کے بعد اگرچہ یہ دونوں اسلام کے مقابلہ میں متحد ہوجاتے ہیں' لیکن اندرونی طور پر ان میں آپس میں شدید قسم کے اختلاف پہلے بھی موجود تھے اور آج بھی موجود ہیں' یہودیت اور عیسائیت کی تاریخ سے واقف ہر شخص اس بات کو جانتا ہے۔

لہٰذا قرآن کریم نے اگر اس حقیقت کو آشکارا کردیا' تو اس پر چیں بجبیں ہونے کا کوئی موقع نہیں' اور نہ کسی کی وجہ۔ کسی کو ناراض ہونے کی ضرورت ہے' اور خاص کر وہ شدت پسند' جن کا اس آیت کے سیاق وسباق سے کوئی تعلق نہیں' ان کا اس آیت پر اعتراض قطعاً بے معنی اور محض شرانگیزی ہے۔

کفار ومنافقین کیا چاہتے ہیں؟

''وہ اس تمنا میں ہیں کہ جیسے وہ کافر ہیں' تم بھی کافر بن جاؤ' جس میں تم اور وہ سب ایک طرح کے ہوجاؤ' سوان میں سے کسی کو دوست مت بنانا' جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت نہ کریں' اور اگر وہ اعراض کریں' تو ان کو پکڑو اور قتل کرو جس جگہ ان کو پاؤ' اور نہ ان میں سے کسی کو دوست بناؤ اور نہ مددگار بناؤ۔'' (النساء:۸۹)

پس منظر:

اس آیت کے شان نزول میں متعدد حضرات مفسرینؒ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ کچھ کفار مکہ سے مدینہ منورہ آئے اور انہوں نے یہاں آ کر اپنے کو مومن ظاہر کیا' لیکن مدینہ کی آب وہوا انہیں راس نہ آئی اور وہ بہانہ بنا کر پھر واپس مکہ چلے گئے' تو ان کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہوگیا' بعض لوگ کہتے تھے کہ یہ لوگ مومن ہیں اور بعض کہتے تھے کہ: نہیں! یہ لوگ کافر اور منافق ہیں' تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اصل حالت کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ ایسے منافقوں کے بارے میں اختلاف کرنے کا کوئی جواز نہیں اور ایسے دھوکے باز لوگ ہرگز رحم کے قابل نہیں' ان کا منشا تو اصل میں یہ ہے کہ جس طرح خود کافر ہیں' اسی طرح مسلمانوں کو بھی کافر بنا کر دم لیں' لہٰذا ان سے دوستی اپنے ایمان کے لئے خطرناک ہے' اس لئے اس سے احتراز لازم ہے۔

(تفسیر قرطبی' ۲۶۴/۳)

اور جب تک وہ مکہ سے ہجرت (جو ابتدائے اسلام میں فرض تھی) نہ کرلیں' اس وقت تک وہ اعتبار کے قابل نہیں' اور چونکہ اس وقت مکہ والوں سے جنگی حالات چل رہے تھے' لہٰذا بجا طور پر یہ حکم دیا گیا کہ اگر یہ لوگ ہجرت نہ کریں اور اسلام دشمنی پر کمربستہ رہیں' تو پھر ان کی جان کی خیر نہیں ہے' تو یہ حکم صرف کھلے دشمن کے لئے ہے۔

اس کے برعکس جو کفار' صلح اور امن و آشتی کے ساتھ رہیں' ان کے ساتھ امن کا معاملہ کیا جائے گا اور انہیں ستایا نہیں جائے گا' چنانچہ اسی آیت کے فوراً بعد اگلی آیت میں اس کی صراحت اس طرح فرمائی ہے:

"مگر جو لوگ ایسے ہیں جو کہ ایسے لوگوں سے جا ملتے ہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد ہے' یا خود تمہارے پاس اس حالت سے آویں کہ ان کا دل تمہارے ساتھ اور نیز اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے منقبض ہو' اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کردیتا' پھر وہ تم سے لڑنے لگتے' پھر اگر وہ تم سے کنارہ کش رہیں' یعنی تم سے نہ لڑیں اور تم سے سلامت روی رکھیں' تو اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر کوئی راہ نہیں دی۔"

(النساء: ۹۰)

اس آیت نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردیا کہ اسلام "صلح جو" کافروں سے خواہ مخواہ قتل و قتال کی اجازت ہرگز نہیں دیتا' معترضین کا اس طرح کی آیات سے صرف نظر کرکے دیگر آیات پیش کرنا اور پھر اپنی مرضی سے ان کے معنی متعین کرکے فتنہ پھیلانا بدترین قسم کی جعل سازی اور فریب دہی ہے' جسے قطعاً قبول نہیں کیا جاسکتا۔

بدعہدوں کی سزا:

"ان سے لڑو' اللہ تعالیٰ ان کو تمہارے ہاتھوں سے سزا دے گا اور ان کو ذلیل کرے گا اور تم کو ان پر غالب کرے گا اور بہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفا دے گا۔"

(التوبہ: ۱۴)

پس منظر:

یہ آیت عام نہیں' بلکہ ایک خاص پس منظر میں نازل ہوئی ہے' وہ یہ ہے کہ (قرآن کریم کی اس آیت سے) اوپر (جو آیات آئی ہیں' ان سے (یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہاں) مکہ مکرمہ کے ان بدعہد کفار کا تذکرہ چل رہا ہے' جنہوں نے مسلمانوں کے حلیف بنوخزاعہ کو جانی و مالی نقصان پہنچانے میں قبیلہ بنوبکر کی درپردہ مدد کرکے حدیبیہ کے معاہدۂ جنگ بندی کو پامال کردیا تھا اور بیٹھے بٹھائے چھیڑ خوانی کے مرتکب ہوئے تھے' تو ظاہر ہے کہ ایسے بدعہدوں کو سزا دینا لازم تھی' چنانچہ ان کفار کو ان کی اوقات بتانے کے لئے قرآن کریم نے مسلمانوں کو ان الفاظ میں للکارا:

"تم ایسے لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا؟ اور رسولؐ کے جلاوطن کردینے کی تجویز کی؟ اور انہوں نے تم سے پہلے خود چھیڑ نکالی؟ کیا ان سے (لڑنے سے) تم ڈرتے ہو؟ سو اللہ تعالیٰ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ تم ان سے ڈرو' اگر تم ایمان رکھتے ہو۔" (التوبہ: ۱۳)

اس کے بعد اگلی آیت ۱۴ میں باقاعدہ ان بدعہدوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے' اس لئے آیت ۱۴ کو آیت ۱۳ کے ساتھ ملا کر پڑھنا چاہئے تاکہ مطلب واضح ہوسکے' قرآن کریم میں ایک مضمون کی آیات ایک دوسرے سے مربوط ہوتی ہیں' ان میں سے کسی ایک آیت کو دیکھ کر صحیح مفہوم تک نہیں پہنچا جاسکتا' بلکہ سیاق و سباق کا مطالعہ ضروری ہوتا ہے' ورنہ مطلب خبط ہوجائے گا۔

نتیجہ:

مذکورہ وضاحتوں سے قارئین نے اندازہ لگالیا ہوگا کہ قرآنی آیات پر اعتراضات محض دعوے ہیں' جن کا حقیقت اور واقعیت سے کوئی تعلق نہیں' قرآن کی آیات نفرت ہرگز نہیں پھیلاتیں' بلکہ ان پر اعتراض کرنے والے یہ لوگ ہی دراصل نفرت کے سوداگر ہیں' یہ لوگ چونکہ خود تنگ نظر ہیں' اس لئے اسلام کی تعلیمات کو بھی تنگ نظر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

جبکہ اسلام کی وسعت ظرفی' انسانیت نوازی اور فطرت انسانی سے پوری طرح ہم آہنگی اور آفاقیت روز روشن کی طرح عیاں ہے' کوئی بھی منصف مزاج اس سے انکار کرنے کی ہمت نہیں کرسکتا' ہاں جس نے خود اپنی آنکھوں پر تعصب کی عینک لگا رکھی ہو' اس سے واقعتاً ہدایت وانصاف کی امید نہیں رکھی جاسکتی' اور جنہوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی فتنہ پروری اور منافرت پھیلانا بنالیا ہو' ان سے کسی معقول بات کی تمنا کرنا بھی فضول ہے۔

قرآن کریم آج کی کتاب نہیں:

ذرا سوچیں تو سہی' قرآن کریم کوئی نئی کتاب نہیں' اس کو نازل ہوئے آج چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ ہورہا ہے' اس درمیان قرآن کے تراجم دنیا کی تمام بڑی زبانوں میں ہوچکے ہیں اور عالم کے چپہ چپہ پر اسے صدیوں سے پڑھا اور سمجھا جاتا ہے' مسلمان تو پڑھتے ہی ہیں' بڑی تعداد میں غیر مسلم بھی اسے پڑھتے آئے ہیں' ان تمام صدیوں کی تاریخ اٹھاکر دیکھئے' اسلامی حکومتوں میں کب اور کہاں غیر مسلموں پر مظالم ڈھائے گئے؟ اگر اکادکا کوئی واقعہ کہیں ملے گا' تو اس کا تعلق اسلامی تعلیمات سے نہیں' بلکہ حاکم کے شخصی عمل سے ہوگا' لیکن جب اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ اور حکم کی بات آئے گی' تو ہمیشہ امن وانصاف کا پہلو نمایاں نظر آئے گا۔

اگر قرآن کریم کی تعلیمات ایسی ہی نفرت انگیز ہوتیں' جیسی (غیر مسلموں نے) باور کرانے کی کوشش کی ہے' تو ان ممالک میں' جہاں صدیوں مسلم حکومتیں رہی ہیں' کوئی کافر نمونہ کے طور پر بھی ہاتھ نہ آتا' اور جو بدزبان آج زہر اگل رہے ہیں' ان کے آباؤ اجداد کے وجود سے قبل ہی ان کی نسلوں کا نام ونشان مٹادیا جاتا' مگر ایسی نفرت کی کوئی بات تھی ہی نہیں' اس لئے مسلم حکومتوں کے زیر نگیں غیر مسلم بھی پوری آزادی کے ساتھ پروان چڑھتے رہے' اور انہوں نے کبھی یہ آواز نہیں اٹھائی کہ: ''قرآنی آیات بدل دی جائیں' کیونکہ اس سے نفرت پھیلتی ہے۔''

اس لئے کہ وہ علی وجہ البصیرت یہ جانتے تھے کہ قرآن کریم' نفرت کی تعلیم ہرگز نہیں دیتا' اور تو اور خود غیر مسلم' ہندو مفکرین گاندھی وغیرہ نے قرآن کا مکمل مطالعہ کرکے اس کے بارے میں شاندار الفاظ میں تبصرے تاریخ کے صفحات پر درج کرائے ہیں' تو کیا یہ غیر مسلم اتنے کم فہم تھے کہ انہیں وہ قرآنی آیات نظر نہ آئیں' جنہیں لے کر آج اعتراض اٹھایا جارہا ہے؟ کیا یہ ان کے مطالعہ کے وقت قرآن کریم میں موجود نہ تھیں؟ یقیناً موجود تھیں اور ان شاء اللہ تا قیامت رہیں گی۔

لیکن فرق دیکھنے والے کی آنکھوں کا ہے' اگر انصاف کی عینک لگا کر قرآن کو دیکھا جائے تو وہ حقیقت آشکارا ہوگی' جسے ہم نے گزشتہ صفحات میں بیان کیا' اور اگر تعصب' تنگ نظری اور نفرت کے چشمہ کو لگا کر قرآن پڑھا جائے' تو ظاہر ہے کہ نفرت کا متلاشی اپنے مریض ذہن سے نفرت ہی کے معنی نکالے گا اور اسے اچھال کر ماحول کو نفرت انگیز بنانے کی کوشش کرے گا'

قرآن کریم کے خلاف یہ مذموم کوششیں بھی اسی نفرت پر مبنی مہم کا ایک حصہ ہے' لہٰذا عام برادران وطن کو چاہئے کہ وہ ان مغالطوں سے متاثر ہوئے بغیر حقیقت کا انصاف سے مطالعہ کریں اور صحیح نتیجہ تک پہنچنے کی کوشش کریں اور نفرت کی گرم بازاری پر روک لگائیں۔

شیش محل میں بیٹھ کر پتھر نہ چلائیں:

اگر قرآن پر کوئی کیچڑ اچھالی جائے گی' تو پھر ان کیچڑ اچھالنے والوں کی پگڑیاں بھی سلامت نہ رہ سکیں گی۔ اس لئے رسوائی سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ کسی کے مذہب پر طعن وتشنیع کا سلسلہ بند ہو' وفاداری اور احترام کی فضا قائم ہو' اور ہر شہری اپنی مذہبی' انسانی اور اخلاقی ذمہ داری ادا کرنے کا پابند ہو' اسی کے ذریعہ ماحول میں امن وامان برقرار رہ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سارے عالم کے لئے عافیت اور امن کے فیصلے فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

اسوۂ ابراہیمی اور شیوۂ آزری

مولانا سعید الرحمٰن الاعظمی

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں اس وقت آئے' جب معصیت کا بازار ہر طرف گرم تھا' گھر سے لے کر باہر تک ساری دنیا بس ایک کام میں مشغول تھی اور وہ تھا بت سازی اور بت پرستی کا کاروبار' خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر بت پرست ہونے کے ساتھ ایک بڑے ماہر بت تراش اور اپنے زمانے کے فنکار بھی تھے' پورا ماحول اسی بت سازی اور بت پرستی کی لعنت میں گرفتار تھا۔ انسان کی معراج ہی یہ تھی کہ کم از کم اگر وہ بت ساز نہیں ہے تو بت پرست ضرور ہو۔

اس وبا نے تمام انسانوں کو بُری طرح گھیر رکھا تھا اور ہر شخص اپنے حقیقی ماحول سے دور بہت دور' ایک ایسی خاردار وادی میں بھٹک رہا تھا' جہاں بجز معدہ و مادہ کے کسی اور بات کا گزر نہ تھا' اور لوگ اس کے علاوہ کسی اور چیز سے آشنا بھی نہیں تھے۔

حرص و ہوس سے جکڑے ہوئے اسی ماحول میں ابراہیم علیہ السلام نے آنکھ کھولی' انہوں نے اپنی حقیقت آشنا نگاہوں سے اس گھٹتے ہوئے انسان کو دیکھا' جو اپنی ساری صلاحیتوں کو پتھر اور لکڑی کے ٹکڑوں پر صرف کر رہا تھا' انہوں نے ایک بے جان اور بے حس و حرکت بت کے سامنے لوگوں کو اپنی پیشانیاں ٹکاتے ہوئے دیکھا' انہوں نے اس محدود اور مقید ذہن کو دیکھا' جو ایک تنگ دائرے کے اردگرد گھوم رہا تھا اور جس کا مطمح نظر صرف معدہ تھا اور مادہ کی ایک گھناؤنی شکل جس کا مرکز توجہ و التفات تھی۔

یہ ساری باتیں انسان کے فطری وظیفہ کے بالکل خلاف تھیں' اور دوسرے الفاظ میں انسانی فطرت سے جنگ کے مترادف تھیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی فطری قوت سے ان تمام مادی طاقتوں کو چیلنج کیا۔ انہوں نے بت پرستی اور بت سازی کی مخالفت کی۔

انہوں نے حرص و ہوس کی اندھی تقلید پر احتجاج کیا' اور انہوں نے اس غیر حقیقی ماحول کے خلاف اعلان جنگ کیا' اور اپنے باپ آزر کو اس بے راہ روی سے باز رہنے کی فہمائش کی' اور قرآن مجید کی زبان میں ابراہیم علیہ السلام نے صاف صاف کہا:

"جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے جو کہ مشرک تھا' کہا کہ: اے میرے باپ! تم ایسی چیز کی کیوں عبادت کرتے ہو؟ جو نہ کچھ سنے اور نہ کچھ دیکھے اور نہ تمہارے کچھ کام آسکے۔

اے میرے باپ! میرے پاس ایسا علم پہنچا ہے' جو تمہارے پاس نہیں آیا' تو تم میرے کہنے پر چلو' تم کو سیدھا راستہ بتلاؤں گا۔

اے میرے باپ! تم شیطان کی پرستش مت کرو' بے شک شیطان' رحمٰن کا نافرمانی کرنے والا ہے۔

اے میرے باپ! میں اندیشہ کرتا ہوں کہ تم پر رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب نہ آپڑے' پھر تم (عذاب) میں شیطان کے ساتھی ہو جاؤ۔"

(سورۂ مریم: ۴۲، ۴۵)

ابراہیم علیہ السلام کی یہ صاف گوئی اور ان کا اعلانِ حق' آزر کی بت ساز طبیعت کو چیلنج نہ کر سکا اور وہ اس غیر حقیقی ماحول کو چھوڑ کر اپنے بیٹے کی بات سننے اور ماننے پر کسی طرح تیار نہ ہوا' اور اس نے صاف صاف کہہ دیا:

"باپ نے جواب دیا کہ: تم میرے معبودوں سے پھرے ہوئے ہو' اے ابراہیم! اگر تم باز نہ آئے تو میں ضرور تم کو پتھروں سے سنگسار کر دوں گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھ سے برکنار رہو۔"

(سورۂ مریم: ۴۶)

لیکن ابراہیم علیہ السلام ہر طرح کی دھمکی اور خطرے سے بے پروا اپنے کام میں مشغول رہے' اور فطرت کے اصول کے سامنے انہوں نے کسی ایسے تصور کو ماننے یا اس کے قبول کرنے سے قطعاً انکار کر دیا' جو انسان کو انسان ہی کے آگے نہیں' بلکہ پتھروں اور بے حس و حرکت مجسموں کے سامنے جبین نیاز جھکانے پر آمادہ کرے۔

وہ اس مصنوعی اور بے جان ماحول میں ایک اجنبی تھے' لیکن ان کے ایمان کی طاقت نے اپنے زمانے کی بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکر لی اور پوری آبادی کے خلاف ان کی آواز اس وقت اٹھی' جبکہ ہر طرف سے خطرات ان کو گھیرے ہوئے تھے' اپنے اور پرائے ان کے دشمن ہو چکے تھے۔

ابراہیم علیہ السلام نے ہر خطرہ کو دعوت دی اور ہر مخالفت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوئے۔ آگ کے دہکتے ہوئے شعلوں میں اپنی جانِ عزیز کو فنا کر دینے میں انہوں نے ذرا بھی تامل نہیں کیا' جس کا انجام یہ ہوا کہ مخالفین پسپا ہو گئے' دشمن شکست کھا گئے اور آگ کے دہکتے ہوئے شعلے گل وگلزار بن کر رہ گئے۔

یہ ابراہیم علیہ السلام کے ایمان کی وہ لازوال اور غیر فانی طاقت تھی' جس کے سامنے دنیا کی ہر بڑی طاقت شکست خوردہ تھی' اور جس نے اپنے زمانے کے جابر اور صاحب سطوت بادشاہ کے سامنے اس شان بے نیازی کا مظاہرہ کیا' جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں مفقود ہے۔

اس آزری ماحول کو جنم دینے اور اس غیر حقیقی معاشرہ کو برپا کرنے میں جس چیز کو سب سے زیادہ دخل تھا' وہ اسباب و وسائل کے پیدا کرنے والے سے قطع نظر کر کے اسباب و وسائل پر مکمل اعتماد تھا' اسباب ہی معبود و کارساز سمجھے جانے لگے تھے اور وسائل ہی پر زندگی کی ساری عمارت قائم تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اس دور کے انسانوں کو متنبہ کرنے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے اسباب وعلل کی بے بسی کا راز افشا کرنا چاہا' اور یہ بتایا کہ وسائل کے بغیر بھی انسان کس طرح بلند سے بلند مرتبہ پر پہنچ سکتا ہے اور وہ کس طرح بڑے سے بڑے خطرے کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی اور زندگی کے ہر ہر گوشے میں یہ پہلو اس قدر نمایاں ہے کہ ہر موقع پر اس کا اظہار ہوتا ہے' خواہ وہ آتش نمرود ہو یا وادیٔ غیر ذی زرع کے تپتے ہوئے ریگستان ہوں' بے یار و مددگار بیوی کے بے تابی اور شدت انتظار ہو' یا شیر خوار بچے کی پیاس کی شدت ہو' ظالم و جابر بادشاہوں کی نظر حرص ہو یا پوری قوم اور برادری کی شدت عداوت ہو' آپ جدھر بھی نظر ڈالئے' وسائل و اسباب کا فقدان اور بے یاری و بے بسی' عجز و تہی دستی ہر جگہ نمایاں اور صاف نظر آئے گی' لیکن اس کے باوجود ہر موڑ پر کامیابی اور سخت سے سخت آزمائش میں ایک غیبی مدد اس طرح ساتھ ساتھ دکھائی دے گی کہ اسباب و وسائل کی اس دنیا میں اس کی کوئی قیمت نہیں۔

ابراہیم علیہ السلام صرف ایک ماحول یا ایک قوم اور معاشرہ کے باغی نہیں تھے' بلکہ وہ اس زمانے کے باغی تھے' جو اپنا حقیقی راستہ بدل کر وسائل کی راہ پر گامزن تھا اور اسی کو اپنی معراج اور حقیقی کامیابی کا راستہ سمجھ رہا تھا۔

انہوں نے آ کر اعلان کیا کہ اے اہل زمانہ! تم نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ تمہاری خودی اور تمہاری مرتبہ کے کسی طرح شایانِ شان نہیں ہے' تم اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے بت سازی و بت پرستی میں مشغول ہو' تم انسان ہو کر ان مجسموں کے سامنے جھکتے ہو' جو تم کو بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے ہیں' بلکہ وہ ہر وقت تمہارے ہی محتاج رہتے ہیں' ان پر ایک مکھی بیٹھ جائے' تو اس کو اڑانے کی بھی طاقت جس معبود کے اندر نہ ہو' وہ بلاشبہ باطل و ناحق ہے' اور اس سے لو لگانا' اس کے سامنے جبین نیاز جھکانا تمہاری سخت توہین ہے اور تمہارے منصب پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہزاروں سال پہلے جن خود ساختہ معبودوں اور خانہ ساز اصولوں کو توڑا تھا' آج دنیا پھر انہیں معبودوں اور انہیں اصولوں کی پیروی کر رہی ہے' تاریخ نے گویا اپنے آپ کو دہرایا اور آزر کی صنعت کو آج پھر فروغ حاصل ہوا ہے۔ وسائل و اسباب کے سامنے آج عجز و عبادت کا سر خم ہو رہا ہے' کارساز حقیقی سے بے تعلقی اور فنا ہو جانے والے اسباب پر کامل توکل و بھروسہ' آج کی دنیا کا اصول بن چکا ہے۔

یہ آزری فتنہ جب بھی دنیا میں فروغ پائے گا اور وہ محدود و تنگ ماحول جہاں بھی قائم ہوگا' وہی لعنتیں اس کے ساتھ آئیں گی' معیار بدل جائے گا' ذہنی توازن متغیر ہو جائے

گا' گناہوں' لذتوں اور شہوات نفس کو اخلاقی قدروں کا درجہ دے دیا جائے گا' ہر بے اصولی اور فطرت سے بغاوت کو فن اور خدمت کا لباس پہنا دیا جائے گا اور انسان نہ صرف انسان کے آگے جھکنے لگے گا' بلکہ وہ گناہوں کی عبادت' نفس کی پرستش اور رذالت وکمینگی کو فروغ دینے کے لئے اپنے سارے امکانات کو صرف کرنے کی پیہم کوشش میں لگ جائے گا اور انسانیت دم توڑتی ہوئی نظر آئے گی۔

فتنہ آزری آج سے ہزارہا سال پہلے پیدا ہوا تھا' لیکن آج پھر وہ تازہ دم ہے اور ساری دنیا کو اپنے تیز رو سیلاب کی زد میں لے چکا ہے' اگر پہلے ایک آزر تھا' تو آج ہزاروں' لاکھوں آزر پیدا ہو چکے ہیں' اگر اُس آزر نے سنگسار کرنے کی دھمکی دی تھی' تو آج کے آزر لاکھوں ابراہیموں کو گولی کا نشانہ بنا چکے ہیں اور دار کے تختوں پر لٹکا چکے ہیں' اُس آزر کا طوفان اتنا بلاخیز نہیں تھا' جتنا اس کے متبعین اور آج کے آزروں کا ہے۔

پورے ہجری سال میں سب سے زیادہ ابراہیمی یادگاروں کا جو زمانہ ہے' وہ ذوالحجہ کا مہینہ ہے' جس میں ابراہیم علیہ السلام کی متعدد یادگاروں اور مختلف آزمائشوں کو ہم یاد کرتے ہیں اور اس کی اتباع میں ہم بھی خدا کے حضور اپنی معمولی قربانی پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں' بلاشبہ ہماری قربانیاں' صفا و مروہ کے درمیان ہماری سعی اور اس گھر کا طواف' جس کو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر کیا تھا' یہ سب کچھ بہت ضروری اور ان کو انجام دینے والا خوش قسمت اور باعث صد مبارکباد ہے اور ان سے انکار کرنے والا قابل عتاب وملامت' بلکہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

لیکن اس اعتراف کے باوجود یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ محض رسمی طور پر ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی پیروی کر لینا اور ان کی یادگار میں شریک ہو لینا اور سال میں عیدالاضحی کے موقع پر ایک جانور کی قربانی دے دینا کافی نہیں' اور نہ اس سے اس طوفان کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے' جس کا مقابلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے زمانے میں کیا۔

اس وقت دنیا مادیت کے سامنے اسی طرح سر بسجود اور اسباب و وسائل کی پرستش میں اسی طرح مشغول ومنہمک ہے' جس طرح ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھی' بلکہ آج اس مادیت کا دھارا پہلے سے زیادہ تیز ہے' پہلے مٹی اور پتھر کے بت پوجے جاتے تھے' لیکن آج سونے' چاندی کے بت' تہذیب وتمدن کے بت اور قومیت ووطنیت کے مجسموں کی پرستش میں دنیا پوری طرح ڈوبی ہوئی ہے' اور مختلف ناموں سے نفس کی پرستش میں لوگ مصروف ہیں' کبھی فن اور آرٹ کے نام سے نفس کی پوجا ہو رہی ہے' تو کبھی خدمت اور ترقی کے نام سے بت پوجے جا رہے ہیں' اور کہیں علم وادب کا سائن بورڈ لگا کر مادیت کے سیلاب کو آگے بڑھایا جا رہا ہے

اس وقت دنیا مادیت کے سامنے اسی طرح سر بسجود اور اسباب و وسائل کی پرستش میں اسی طرح مشغول ومنہمک ہے' جس طرح ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھی' بلکہ آج اس مادیت کا دھارا پہلے سے زیادہ تیز ہے' پہلے مٹی اور پتھر کے بت پوجے جاتے تھے' لیکن آج سونے' چاندی کے بت اور تہذیب وتمدن کے بت اور قومیت و وطنیت کے مجسموں کی پرستش میں دنیا پوری طرح ڈوبی ہوئی ہے' اور مختلف ناموں سے نفس کی پرستش میں لوگ مصروف ہیں' کبھی فن اور آرٹ کے نام سے نفس کی پوجا ہو رہی ہے' تو کبھی خدمت اور ترقی کے نام سے بت پوجے جا رہے ہیں اور کہیں علم وادب کا سائن بورڈ لگا کر مادیت کے سیلاب کو آگے بڑھایا جا رہا ہے۔

آج اُس بت شکن اور بہادر مرد' مومن جری اور مخلص ابراہیم کی ضرورت ہے' جس نے اپنے نفس ایمانی سے آزر کے جادو کو توڑا اور اپنے اخلاص وعمل کے جذبہ سے آزر کے بت کدہ کو ٹھنڈا کیا' اس بت کدہ میں آج پھر بہت سے بت جمع ہو گئے ہیں اور ان کو توڑنے کے لئے ایک ابراہیم کی ضرورت ہے' لیکن بجز ابراہیم علیہ السلام کے پیروؤں کے اور کون ہو سکتا ہے جو اس مہم کو انجام دے؟ اور ابراہیمی سنت کو پھر سے زندہ کر کے انسانیت کا خراج حاصل کرے؟

☆☆......☆☆

حق و باطل کی کش مکش

مسلمانوں کو مایوس نہیں ہونا چاہیے

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر عالمی برادری کو ان راہوں سے ہٹانے اور بچانے کی عظیم ذمہ داری ڈالی ہے' جو راہیں دنیا و آخرت دونوں کے لحاظ سے بگاڑ و تباہی لاتی ہیں' یہ راہیں وہ ہیں جو انسان میں خود غرضی' نفس پرستی اور من مانی زندگی اختیار کر لینے کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں' انسان اپنی خود غرضی اور من مانی زندگی کے اثر سے اپنے پروردگار کے احکام کو نظر انداز کرتا ہے اور اس کے پیغمبروں کی تعلیمات سے دست کش ہو جاتا ہے' آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کو سلب کرتا ہے' اپنی نفسانی اغراض کی خاطر ایک دوسرے سے ٹکراتا ہے اور ذاتی زندگی میں اپنی خواہش نفس کے تقاضے سے ایسے گرے ہوئے اخلاق و عادات کو اختیار کر لیتا ہے' جو امراض جسمانی کی طرز پر امراض نفسانی ہوتے ہیں جن سے ایک طرف معاشرہ کی اخلاقی زندگی تباہ ہو جاتی ہے' تو دوسری طرف آپس میں اغراض و خواہشات کے مابین ایک دوسرے سے سخت ٹکراؤ ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں سب ہی نقصان اٹھاتے ہیں۔

بُرے اعمال سے یہ بُرا نتیجہ ہوتا ہے اور یہ بُرا نتیجہ پوری قوم کی تباہی کی شکل میں سامنے آتا ہے' جس کا سبب خود انسانوں کے اختیار کردہ خراب اور بگڑے ہوئے اخلاق اور عادات و کردار ہوتے ہیں' یہ خدا کا بنایا ہوا قانون ہے کہ برائی کا نتیجہ بُرا ہوتا ہے' اور یہی اشارہ ہے جو قرآن کریم کی آیت "بما کسبت ایدی الناس" میں ملتا ہے' زندگی میں یہ بگاڑ عمومیت اختیار کر لیتا ہے' قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"ظہر الفساد فی البر والبحر
بما کسبت ایدی الناس"

ترجمہ: ..... "خشکی و تری سب میں بگاڑ ظاہر ہو گیا ہے اور یہ لوگوں کے اپنے ہاتھوں کے کرتوت کی وجہ سے ہے۔"

مولانا سید محمد رابع حسنی

انسانوں کے خود اپنے ہاتھوں کے کرتوت سے ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس راحت و نعمت کی زمین میں بعض وقت پوری انسانیت کی تباہی کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی رحیم و کریم ہے' وہ ایسے بگاڑ اور خرابی کو درست کرنے کے لئے اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو' جو اس کے احکام کو ماننے والے اور اس کی مرضی پر چلنے والے ہوتے ہیں' کھڑا کرتا رہا ہے' چنانچہ یہ کام اس کے نبی اپنے اپنے زمانہ میں انجام دیتے رہے' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ کام اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا اور ان کے بعد اپنے ان نیک بندوں سے یہ کام لیتا رہا ہے' جو اپنے نبی کی لائی ہوئی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اور اصلاح و ارشاد کے کاموں کی ذمہ داری انجام دیتے ہیں' چنانچہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے علماً و صلحاً اس کام کی ذمہ داری آج سے نہیں' بلکہ چودہ سو سال سے ادا کرتے آرہے ہیں' اس ذمہ داری کے لئے اولاً خود اعلیٰ اخلاق کے حامل بننے کی ضرورت ہوتی ہے' پھر اس کام کو حکمت و موعظت سے انجام دینا ہوتا ہے۔

اس کام کے انجام دینے میں ان کو بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں اور منحرف اخلاق و کردار کے لوگ رکاوٹ ڈالتے ہیں اور دشمنی کا رویہ اختیار کرتے ہیں' جس کی وجہ سے داعی حق کو زحمتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے' تکلیفیں اٹھانا پڑتی ہیں اور دنیا کی بعض نعمتوں سے ان کو محروم بھی ہونا پڑتا ہے' لیکن اس کا اجر دنیا میں شہرت و عزت کی شکل میں اور آخرت میں اجر و جزا کی شکل میں ملتا ہے۔

دنیا میں ہر طرف اس وقت من مانی اور خدا کے حکم کے خلاف زندگی گزارنے کا ایک سلسلہ قائم ہے۔ عورتوں کی بے محابا آزادی' حرام آمدنی کے بے تکلف حصول' جنسی انارکی' قومی اور شخصی مفاد کی خاطر دوسروں کی حق تلفی اور ظالم و طاقتور کی طرف سے کمزوروں کا استحصال ایسے

بڑے پیمانے پر عمل میں آرہا ہے کہ اس کی تفصیلات حیران کردینے والی ہیں۔

امت مسلمہ کے افراد میں اپنی ساری کمزوریوں کے باوجود اپنی شریعت کی بنا پر یہ خرابیاں دوسروں کے مقابلہ میں کم ہیں اور ان کی صاف و سچی شریعت ترازو کی طرف اچھے اور برے اعمال کو پرکھنے میں رہنمائی کرتی ہے' یہ شریعت اپنی صداقت و جرأت کی بنا پر دنیا کی دیگر اقوام اور طبقات کی طرف سے مخالفت و دشمنی کا نشانہ بنتی ہے' اسی مخالفت و دشمنی کو مسلمانوں کو جھیلنا اور اس کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔

اس طرح دنیا کی جاہلیت نواز اقوام سب ایک طرف اور امت مسلمہ ایک طرف ہوگئی ہے اور سب کا نشانہ بن رہی ہے' اس پر اور اس کی شریعت پر مختلف انداز سے حملے ہورہے ہیں اور اس حقیقت و عزت کو بداراووں کے تحت برے ناموں اور برے القاب سے مخاطب کرکے لوگوں کی نظروں سے گرانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

امت میں جو عبادت و اطاعت الٰہی توجہ سے کرے تو وہ ''بنیاد پرست'' اور ''قدامت پرست'' کہلاتا ہے اور ظلم و جور کے خلاف آواز اٹھائے تو ''تشدد پسند'' اور ''جارحیت نواز'' اور کوئی ظلم و بربریت کا جواب دینا چاہے تو ''دہشت گرد''۔

پھر یہی نہیں' بلکہ اس کام کو بین الاقوامی پیمانے پر انجام دیا جارہا ہے اور اس کے لئے آلات حرب وضرب استعمال کرکے مخالفت کے جذبے کو دبادینے کے منصوبے بنائے جاتے ہیں' اس وقت دنیا کا شاید ہی کوئی مسلمان ملک ایسا ہو' جو ان باتوں کا نشانہ نہ بن رہا ہو۔

اس کے برعکس اسرائیل' جس نے پرامن باشندوں کے کتنے گھر گرادیئے' کتنے بے گناہوں کو ابدی نیند سلادیا اور آلات حرب وضرب کی تیاری میں کوئی حد باقی نہیں رکھی' وہ اس سب کے باوجود نہ ''تشدد پسند'' ہے نہ ''جارح''، نہ ''ظالم'' ہے' نہ ''دہشت گرد''۔

جنوں کا نام خرد پڑگیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

لیکن اس سب کے باوجود مسلمانوں کو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ ظلم کے خلاف آواز اٹھانے اور بگاڑ و فساد پیدا کرنے والوں کی اصلاح کرنے کے اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کے نتیجہ میں اس کو ناپسند کرنے والوں کی مخالفت کے حالات اور کچھ نقصانات سے گزر سکتے ہیں' یہ ان کی چودہ سو سالہ تاریخ میں بار بار ہوا ہے اور عہد نبوی میں بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں' لیکن ظلم و تعدی کی تمام حرکتوں کے باوجود اس امت کو ختم نہیں کیا جاسکا ہے اور نہ کیا جاسکتا ہے' یہ امت سب ظلم جھیلنے کے بعد بھی مزید توانا اور مضبوط ہوکر اٹھ کھڑی ہوتی رہی ہے اور ظلم و جبر اور ہلاکت خیزی کرنے والوں کو اس زمین و آسمان کے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بارہا سزا بھی ملی ہے۔

اس لئے حالات جتنے بھی خراب ہوں' مسلمانوں کو مایوس نہیں ہونا چاہئے اور حق کے بالآخر سربلند ہونے اور باطل کے سرنگوں ہونے کی توقع رکھنی چاہئے' لیکن اپنے اخلاق و کردار کو بھی ایسا درست رکھنا چاہئے جو امتِ اسلامیہ کے شایانِ شان ہو' اپنی انفرادی اور قومی دونوں طرح کی زندگی کو حق و صداقت کے معیار کے مطابق بنانا اور دلوں میں ایمان و یقین کی شمع فروزاں رکھنا چاہئے اور تکلیفوں پر جو کہ عارضی ہیں اور صرف اس دنیا تک محدود ہیں' آخرت کے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے صبر و ثبات کا ثبوت دینا چاہئے۔

باطل کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ حق کے مقابلہ میں زیادہ ٹھہر نہیں سکتا اور حق کا مقابلہ نہیں کرسکتا' اس لئے فرمایا گیا:

"جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا"

ترجمہ:...... ''حق آیا اور باطل چھپ گیا' بے شک باطل چھپ جانے والا ہے۔''

اور:

"وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين"

ترجمہ:...... ''اور تم ہی سربلند ہوا گر تم اصحاب ایمان ہو۔''

ان کو یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ اگر وہ خود ان گناہوں اور برائیوں میں مبتلا ہوتے ہیں' جن سے ان کے پروردگار نے منع کیا ہے اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاندہی کی ہے' تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی بھی پکڑ ہوسکتی ہے اور ایسا ہوتا بھی رہا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے رب کے احکام کی خلاف ورزی پر سزا یا تنبیہ کے طور پر اپنے رب کی طرف سے مصیبت میں مبتلا کردیا جاتا ہے' جو دراصل خود ان کی بدعملی کا نتیجہ ہوتی ہے' لیکن یہ مصیبت توبہ و استغفار کے ذریعہ اور زندگی کو درست کرکے دور کرائی جاسکتی ہے۔

☆☆......☆☆

اسلاف کے تابندہ نقوش

عبداللہ

ایک مسلم گورنر کا معیارِ زندگی:

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ شام کے گورنر تھے اسی زمانے میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ معمول کے دورے پر شام تشریف لائے۔

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مجھے اپنے گھر لے چلئے! حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: آپ میرے گھر جا کر کیا کریں گے؟ وہاں آپ کو شاید میری حالت پر آنکھیں نچوڑنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہو؟ لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصرار فرمایا' تو وہ ان کو اپنے گھر لے گئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے' چاروں طرف نظریں دوڑائیں' وہاں کوئی سامان ہی نظر نہ آیا' پورا گھر ہر قسم کے ساز وسامان سے خالی تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرطِ حیرانی سے سوال کیا: آپ کا سامان کہاں ہے؟ یہاں تو بس ایک نمدہ' ایک پیالہ اور ایک مشکیزہ نظر آرہا ہے' آپ تو امیرِ شام ہیں' قدرے توقف کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: اچھا آپ کے پاس کھانے کی بھی کوئی چیز ہے؟ یہ سن کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ایک طاق کی طرف بڑھے اور وہاں سے روٹی کے کچھ ٹکڑے اٹھالائے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو رو پڑے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ عرض کیا: امیر المومنین! میں نے تو پہلے ہی آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ میری حالت پر آنکھیں نچوڑیں گے' بات دراصل یہ ہے کہ انسان کے لئے اتنا اثاثہ کافی ہے' جو اسے اپنی دائمی خوابگاہ (قبر) تک پہنچادے۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوعبیدہ! دنیا نے ہم سب کو بدل دیا' مگر تمہیں نہیں بدل سکی۔

(سیر اعلام النبلاء' جلداوّل' ص:۱۷)

اللہ تعالیٰ کا خوف مخلوق کا ڈر دل سے نکال دیتا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تیار ہو کر سفر کے لئے نکل کھڑے ہوئے' چلتے چلتے ایک جگہ دیکھا کہ بہت سارے لوگوں کی بھیڑ سرِ راہ کھڑی ہوئی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی وہاں پہنچ کر رک گئے' لوگوں کے خوفزدہ اور سراسیمہ چہروں پر ایک نظر ڈالی اور دریافت فرمایا: کیا بات ہے؟ یہ لوگ یہاں بیچ راستے میں کیوں کھڑے ہیں؟

کسی نے جواب دیا: حضرت! آگے بیچ راستے پر ایک شیر کھڑا ہے' یہ سب لوگ اس کے خوف سے آگے نہیں بڑھ رہے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ سن کر اپنی سواری سے اتر گئے اور پیدل چل کر اس جگہ تک پہنچے' دیکھا تو واقعی وہاں شیر موجود تھا' آپ بلاخوف وتردد آگے بڑھے' شیر کا کان پکڑا اور اس کی گدی پر ہاتھ مارا' بس اتنا ہی کافی تھا' شیر نے راستہ چھوڑ کر جنگل کی راہ لی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے متعلق بالکل سچ فرمایا تھا کہ: یہ انسان پر اس وقت مسلط کیا جاتا ہے جب وہ اس سے ڈرتا ہے' اگر آدمی صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرے' تو اللہ تعالیٰ کا غیر اس پر مسلط نہیں کیا جاتا' آدمی کو اس کے حوالے کردیا جاتا ہے' جس سے وہ امیدیں وابستہ کرتا ہے' اگر آدمی صرف اللہ تعالیٰ سے امیدیں لگائے' تو اللہ تعالیٰ اس کو کبھی اپنے غیر کے سپرد نہ کرے۔''

(اسد الغابہ' جلد سوم' ص:۲۲۹)

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو رزق کیسے دیتے ہیں؟

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے تفسیر روح المعانی میں آیت: ''وما من دابة في الارض الا على اللّٰه رزقها'' کے ذیل میں ایک بہت سبق آموز واقعہ بیان کیا ہے۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو رزق کس طرح دیتا ہے؟ بے شک وشبہ نہیں تھا' انبیاء علیہم السلام کا ایمان کامل ہوتا ہے' بس مجرد ایک خیال

تھا اس حقیقت وجانے کے لئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ اس چٹان پر لاٹھی مارو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ایک بار چٹان پر ڈنڈا مارا تو ایک تہہ اڑ گئی دوسری بار مارا تو چٹان کی دوسری تہہ اڑ گئی تیسری بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ڈنڈے کی ضرب سے جب چٹان اڑی تو دیکھا کہ اس کے اندر ایک کیڑا ہرا پتہ کھا رہا ہے حالانکہ تین چٹانوں کے اندر کہیں کوئی سوراخ بھی نہیں تھا دراصل اللہ جل شانہ کو یہ دکھانا مقصود تھا کہ ہم رزق اس طرح پہنچاتے ہیں۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے مزید لکھا ہے کہ چٹان کی تیسری تہہ میں چھپا ہوا کیڑا نہ صرف ہرا پتہ کھا رہا تھا بلکہ وہ یہ وظیفہ بھی پڑھ رہا تھا:

"سبحان من یرانی (پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو مجھے دیکھ رہا ہے) ویسمع کلامی (اور جو میری بات کو سنتا ہے) ویعرف مکانی (اور جو میرے رہنے کی جگہ کو بھی جانتا ہے)۔"

(تفسیر روح المعانی ج ۱۲ ص ۲)

اسی طرح کا ایک بصیرت افروز واقعہ حضرت مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی مدظلہ العالی نے شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی رحمہ اللہ کے ملفوظات "صحبتے با اولیاء" میں بھی نقل کیا ہے۔ حضرت اقدس شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ: ڈاکوؤں کی ایک جماعت کہیں جا رہی تھی راستہ میں انہوں نے دیکھا کہ دو درخت ہیں: ایک انگور کا سرسبز درخت ہے اور دوسرا کیکر کا خشک ایک بلبل بار بار انگور کے درخت سے اس کا دانہ چونچ میں لے کر کیکر کے درخت پر جا رہا ہے ڈاکو کے سردار کو اس پر بڑا تعجب ہوا جب غور کیا تو دیکھا کہ کیکر کے خشک درخت پر ایک اندھا سانپ منہ کھولے ہوئے ہے وہ بلبل دانہ لا کر اس کے منہ میں ڈال دیتا ہے اس نے اپنے دل میں غور کیا کہ جب ایک اندھے سانپ کی روزی کا اللہ جل شانہ نے یہ انتظام فرما رکھا ہے تو کیا وہ ہمارے لئے نہ کرے گا۔ چنانچہ یہ واقعہ اس کی ہدایت کا بہانہ بن گیا اس سردار اور اس کے ساتھیوں نے توبہ کی اور لوگوں کا سامان کپڑے وغیرہ سب واپس کر دیئے یا مالک کے نہ ملنے پر خیرات کر دیئے۔

(صحبتے با اولیاء ص:۲۵۹)

آخر گورنر کس بات کے لئے ہوں:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر ہیں رعایا کی دیکھ بھال کے لئے بازاروں میں گشت کر رہے ہیں لیکن بدن مبارک پر ایسی پوشاک ہے جس سے کسی مزدور پیشہ آدمی ہونے کا شبہ ہوتا ہے چونکہ مدائن میں اس وقت ایک بڑا میلہ لگنے جا رہا ہے اس لئے تاجروں کے قافلے ساز و سامان لئے چلے آ رہے ہیں۔ ابھی ابھی ایک قافلہ رکا ہے ان تاجروں کو سامان اٹھانے کے لئے کسی مزدور کی تلاش ہے سامنے ہی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نظر آ جاتے ہیں تو یہ تاجر ان کو آواز دے کر سامان اٹھواتے ہیں راستہ میں لوگوں کی نظر جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر پڑتی ہے تو وہ لوگ ان تاجروں سے کہتے ہیں کہ تم لوگوں نے یہ کیا غضب کیا؟ یہ تو مدائن کے گورنر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں یہ سنتے ہی تاجر حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جواب میں فرماتے ہیں:

"اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے کہ میں تم لوگوں کا سامان منزل تک پہنچا دوں آخر گورنر کس بات کے لئے ہوں؟"

(کچھ دیر اہل حق کے ساتھ ص ۶۲)

والدین کو ایذا پہنچانے کی سزا دنیا ہی میں مل جاتی ہے:

مشکوٰۃ شریف میں مروی ایک حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے:

"اللہ جل شانہ اپنی منشا سے تمام گناہوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں مگر والدین کی نافرمانی اور ایذا رسانی کرنے والے کو مرنے سے پہلے اسی زندگی میں اس کے عمل کی سزا بھگتنا پڑتی ہے۔"

اس حدیث کی شرح میں محدثین فرماتے ہیں کہ اور گناہوں کی سزا مرنے کے بعد آخرت میں ملے گی لیکن ماں باپ کا دل دکھانے والوں کو اسی دنیا میں سزا مل جاتی ہے اور اس وقت تک موت نہیں آ سکتی جب تک اس کا بدلہ نہ مل جائے۔

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمہ اللہ اپنے ملفوظات میں مذکورہ حدیث ذکر کر کے ایک واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ: ایک شخص نے اپنے باپ کے گلے میں رسی باندھی اور اس کو گھسیٹتا ہوا بسواڑی (بانس کے درختوں) تک لے گیا جو سامنے دس بیس گز کے فاصلے پر تھی وہاں پہنچ کر باپ نے بیٹے سے کہا کہ: بیٹا! اب اس کے آگے مت کھینچنا ورنہ تو ظالم ہو جائے گا۔ بیٹا تعجب سے بولا: میں نے یہ جو بیس گز تک رسی باندھ کر آپ کو کھینچا ہے تو کیا ابھی تک میں ظالم نہیں ہوں؟ باپ نے کہا: ہاں! تو ابھی تک ظالم نہیں ہوا کیونکہ میں نے ابھی اپنے بابا کو یعنی تیرے دادا کو اسی طرح یہاں تک کھینچا تھا لہٰذا ابھی تک مجھے اپنے عمل کا بدلہ ملا اب اس جگہ سے

اگر تو آگے بڑھے گا تو ظالم ہو جائے گا۔

(مواعظ درد محبت، ص:۲۴۵)

غایت احتیاط و تقویٰ کی چند روشن مثالیں:

۱:...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو ان کی تجارت بند ہو گئی اور بیت المال سے ان کے لئے ڈھائی ہزار درہم سالانہ مقرر کئے گئے، اسی پر آپ کا گزارہ تھا۔ ایک دن اہلیہ نے کہا کہ شیرینی کھانے کو جی چاہتا ہے، چنانچہ بیت المال سے ملنے والے وظیفہ میں سے تھوڑا تھوڑا بچا کر ایک دن میٹھی چیز پکائی گئی، جب یہ میٹھی چیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھی گئی، تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اہلیہ سے دریافت فرمایا کہ روزانہ تم کتنا بچاتی رہی ہو؟ اس پر بیوی نے کوئی خاص مقدار بیان کی، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیت المال کو لکھ بھیجا کہ میرے وظیفہ سے اتنی مقدار کم کر دی جائے، کیونکہ بغیر میٹھا کھائے بھی زندگی بسر ہو سکتی ہے۔

(کنز العمال، ج:۲، ص:۳۱۲)

۲:...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک بار رات کو بیت المال میں بیٹھے ہوئے تھے، کسی ضرورت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے اور عرض کیا کہ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اپنے کسی نجی اور ذاتی معاملے میں گفتگو کرنی ہے یا خلافت کے کسی معاملہ میں کچھ کہنا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے اپنے ایک ذاتی معاملہ میں بات کرنی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو چلو کسی اور جگہ چل کر بات کریں، کیونکہ بیت المال کی روشنی میں بیٹھ کر ذاتی گفتگو کرنا درست نہیں ہے۔

(کنز العمال، ج:۶، ص:۳۵۷)

۳:...... ایک مرتبہ زمانہ خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بحرین سے کچھ مشک آ گیا، آپؓ نے فرمایا کہ کوئی عورت اسے تول دیتی تو میں اسے تقسیم کر دیتا، آپ کی اہلیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میں تول دوں گی؟ آپؓ نے فرمایا کہ تم سے نہیں تلواتا، کیونکہ مشک تولتے وقت ظاہر ہے کہ تمہارے ہاتھ میں لگے گا، لہٰذا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے حصہ میں دوسرے مسلمانوں سے زیادہ مشک آ جائے گا۔ رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ۔

(کنز العمال، ۶/ ۳۵۸)

☆☆......☆☆

قادیانی عقائد ایک نظر میں

قادیانی جماعت کا بنیادی عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح مکہ مکرمہ میں جنم لیا تھا، اسی طرح اس کے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال بعد مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت اختیار کر کے قادیان میں دوبارہ جنم لیا، چنانچہ قادیانی جماعت کی مذہبی کتب میں لکھا ہے کہ:

"اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے اخیر میں مبعوث ہوئے...... پس جس نے ان سے انکار کیا۔ اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے اخیر میں یعنی اِن دنوں میں بہ نسبت اُن سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔" (خطبہ الہامیہ مندرجہ قادیانی مذہب صفحہ ۲۵۹)

پوری قادیانی جماعت اس باطل عقیدہ پر ایمان رکھنے کی وجہ سے کافر، مرتد اور زندیق ٹھہرتی ہے۔

آپ خود فیصلہ کیجئے کہ ایسے لوگ جو اس قسم کے کفریہ عقائد رکھتے ہیں، ان سے میل جول، تعلقات، لین دین اور کاروبار کرنا ہمارے لئے روا ہے؟

میدانِ مباحثہ اور مرزائی گروہ

مرزا غلام احمد قادیانی کی ساری تگ و دو کاغذی پتنگ بازی تک محدود تھی' انہوں نے علمائے امت کو للکارنے اور پھر قادیانی کے "بیت الفکر" کے گوشہ عافیت میں پناہ گزیں ہوجانے کا فن بطور خاص ایجاد کیا تھا۔ مرزا صاحب کی اس حکمت عملی سے مباحثہ کی اوّل تو نوبت ہی نہ آتی' اگر مرزا صاحب کی بدقسمتی سے اس کا موقع آ ہی جاتا' تو ان کی شکست و ناکامی ہی "فتح مبین" کا بروز اختیار کرلیتی تھی۔ یہاں بطور مثال چند واقعات کا مختصر تذکرہ کافی ہوگا:

۱:...... ۳/مئی ۱۸۹۱ء کو مرزا صاحب نے علمائے لدھیانہ کو مناظرہ کا چیلنج کیا کہ حیات مسیح پر مجھ سے مناظرہ کرلیں۔ علمائے لدھیانہ نے جواب دیا کہ ہم آج سے آٹھ سال پہلے آنجناب کے کفر اور خروج از اسلام کا فتویٰ دے چکے ہیں' اس لئے کوئی جگہ تجویز کرکے ہمیں مطلع کیجئے' ہم بلاتاخیر وہاں پہنچ جائیں گے' آنجناب پہلے اپنا اسلام ثابت کرکے دکھائیں' اس کے بعد حیات مسیح اور دیگر مسائل پر بھی گفتگو ہوجائے گی' لیکن مرزا صاحب نے اس کے جواب میں "خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید" پر عمل کیا' اور علمائے لدھیانہ کا چیلنج آج تک قائم ہے' کوئی قادیانی اس کا جواب نہیں دے سکا' نہ انشاء اللہ قیامت تک دے سکتا ہے (اس مباحثہ طلبی کی روئیداد "رئیس قادیان" جلد دوم مولفہ مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری میں ملاحظہ فرمایئے)۔

۲:...... مرزا صاحب کے منجھلے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے نے "سیرۃ المہدی" صفحہ ۲۳۸ جلد اوّل میں مرزا صاحب کے پانچ مباحثوں کا ذکر کیا ہے' ایک آریہ سے ہوا' ایک عیسائی سے اور تین مسلمانوں سے' بدقسمتی یہ کہ ان میں سے چار کی روئیداد پڑھ کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ مرزا صاحب میدان چھوڑ کر بھاگے اور بعد میں ان کی یہ شکست "فتح مبین" قرار پائی...... اور پانچویں مباحثہ میں تو مولانا عبدالحکیم کلانوری نے مرزا صاحب سے دعویٰ نبوت سے توبہ کرائی' اور ان سے یہ تحریر لی کہ وہ آئندہ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید

"نبوت" کا لفظ استعمال نہیں کیا کریں گے۔ یہ ان کی پہلی "فتح مبین" تھی' لیکن بعد میں مرزا صاحب نے توبہ توڑ ڈالی اور اس تحریری توبہ نامہ سے انحراف کیا' یہ ان کی دوسری "فتح مبین" تھی (اس کی تفصیل مرزا صاحب کے اشتہارات میں موجود ہے)۔

۳:...... مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ مباحثات کی وادی پُرخار میں ان کے پاؤں شل ہوچکے ہیں اور مباحثوں میں ان کی ذلت نما "فتح" دن بدن نمایاں ہورہی ہے' تو انہوں نے الہامی اعلان کردیا کہ وہ آئندہ علماً سے مباحثہ نہیں کیا کریں گے۔ (انجام آتھم ص:۲۸۲)۔ یہ مرزا صاحب کی فتح کا آخری اعلان تھا۔

۴:...... مرزا صاحب کے اس بہادرانہ اعلان کے بعد لازم تھا کہ قادیانی صاحبان بھی مناظرہ و مباحثہ کا نام نہ لیتے' لیکن انہیں شاید یہ احساس تھا کہ وہ علم و فضل اور فہم و دانائی میں مرزا صاحب سے فائق ہیں' اس لئے اگر مرزا صاحب نے مناظروں اور مباحثوں سے "توبہ" کرلی ہے' تو یہ حکم صرف انہی کی ذاتی لیاقت سے متعلق ہے' ان کی امت پر اس کی تعمیل واجب نہیں' چنانچہ قادیانی صاحبان مرزا صاحب کے اس اعلان کے بعد بھی مناظرہ کے چیلنج کرتے رہے' (خود مرزا صاحب کی زندگی میں بھی اور ان کے انتقال بمرض ہیضہ کے بعد بھی)' مناظروں کی نوبت اکثر پیش آئی' نتیجہ وہی "فتح" بصورت شکست۔ حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ جو دارالعلوم دیوبند کے رئیس المناظرین تھے اور جنہیں قادیانی خانوادہ سے گفتگو اور مباحثہ کے بہت سے مواقع پیش آئے تھے' قادیانی مباحثوں پر بلیغ تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "علماً اسلام نے مرزا صاحب کی لغویات باطلہ کا پورا رد اور خود ان کا کذاب و مفتری ہونا ایسا ثابت کردیا کہ منصف کے لئے تو کافی ہی ہے' مرزائی ہٹ دھرموں کے بھی منہ بند کردیئے اور قلم توڑ دیئے اور ان کو جواب کی تاب نہ رہی'

لہٰذا اب نہ مناظرہ کی ضرورت‘ نہ مباہلہ کی‘ فقط جاہل مریدوں کو جہنم تک پہنچانے کے لئے یہ راہ اختیار کی جاتی ہے کہ کہیں مناظرہ کا اشتہار‘ کہیں مباہلہ کا چیلنج‘ ورنہ وہ نہ مناظرہ کریں نہ مباہلہ:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ہمیں عام مسلمانوں پر یہ ظاہر کرنا ہے کہ علمائے اسلام اپنا فرض ادا فرماچکے‘ اور نہ ماننا اور نہ تسلیم کرنا یہ محض ہٹ دھرمی اور عناد کی وجہ سے ہے‘ ورنہ مناظرے بھی ہوچکے‘ اور جس کو فتح دینی تھی اور جس کو ذلیل کرنا تھا‘ وہ بھی ہوچکا...... سرور شاہ (قادیانی) امیر وفد مونگیر سے دریافت کرلو‘ حافظ روشن علی صاحب‘ مختار احمد صاحب شاہ جہانپوری‘ غلام رسول پنجابی (قادیانی مناظر) ان میں سے جو زندہ ہوں ان سے دریافت کرلو......موضع مونگیر و بھاگلپور کے رہنے والوں سے دریافت کرلو...... (مونگیر کے مناظرہ میں) جب ذلت کی کوئی حد باقی نہ رہی‘ تو امیر وفد نے فرمایا کہ یہ بھی حضرت کی پیشگوئی پوری ہوئی کہ ایک جگہ تمہیں ذلت ہوگی‘ جی ہاں! کیوں نہیں؟ اگر اسی بدعقیدہ پر مرگئے‘ جب بھی خدا چاہے پیشگوئی ہی پوری ہوگی۔‘‘

(صحیفۃ الحق ص:۲‘۳)

۵:...... علمائے دیوبند کے جواب میں ۱۶/ جولائی ۱۹۲۵ء کے ’’الفضل‘‘ میں خاص مرزا محمود صاحب کے قلم سے قرآن دانی کے دو چیلنج شائع ہوئے‘ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ نے ’’قادیان میں قیامت خیز بھونچال‘‘ میں اس کا جواب تحریر فرمایا‘ اس کی تمہید میں لکھتے ہیں:

’’دونوں پرچوں کے مضامین کے جواب کا نام ’’واقعۃ الواقعۃ‘‘ اور لقب ’’عذاب اللّٰہ الشدید علی المنکر العنید‘‘ ہے‘ جس میں ڈیڑھ درجن سے زائد قادیانیوں کی وہ شکستیں اور علمائے دیوبند کی وہ صاف اور ظاہر فتحیں اور قیامت خیز نصرتیں بیان کی گئی ہیں کہ مرزا محمود صاحب تو کیا؟ اگر خود بالفرض مرزا صاحب بھی بروز فرمائیں تو ان کو خدا چاہے‘ بجز اقرار یا سکوت اور دم بخود رہنے کے کوئی چارہ ہی نہ ہوگا‘ چونکہ وہ رسالہ طویل ہوگیا ہے‘ طبع میں کچھ دیر ہوگی‘ بایں وجہ صرف ’خلیفہ صاحب‘ کے چیلنج کے متعلق یہ ’’زلزلۃ الساعۃ‘‘ نمونہ کے طور پر شائع کیا جاتا ہے۔‘‘

اس کے بعد حضرت مولانا نے مرزا محمود صاحب کے چیلنج کا ذکر کرتے ہوئے ان سے تین ہفتہ میں اس کا جواب لکھنے کی فرمائش کی‘ مگر مرزا محمود نے حسب سابق خاموشی میں ہی سلامتی سمجھی‘ اس کے بعد حضرت مولانا نے بھی سکوت ہی اختیار فرمایا‘ اسی رسالہ میں ’خلیفہ صاحب‘ کو خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا فرماتے ہیں:

’’صاحبزادہ صاحب! آپ اور معارف قرآنیہ بیان فرمائیں؟ اور وہ بھی علمائے دیوبند کے سامنے؟

دعویٰ زباں کا لکھنؤ والوں کے سامنے
ہے جیسے بوئے مشک غزالوں کے سامنے

سن لو! ایک گھنٹہ میں فیصلہ ہوتا ہے‘ ہمارا خیال ہے کہ معارف قرآنیہ تو درکنار؟ آپ تو علمائے محققین کے دو چار ورق بھی صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھ کر ان کی عبارت کا صحیح مطلب بیان نہیں کرسکتے‘ بٹالہ‘ لاہور‘ امرتسر‘ لدھیانہ‘ پشاور‘ اور تمہارا جی چاہے تو کابل چلے چلو۔ محققین اسلام نے جو کتابیں لکھی ہیں اور جن معارف الٰہیہ کو بیان کیا ہے‘ جو جگہ ہم تجویز کریں‘ اس جگہ سے کتاب کے دو ورق کی صحیح عبارت مجمع عام میں پڑھ کر بامحاورہ ترجمہ کرنے کے بعد مطلب صحیح بیان کردو‘ اگر مطلب غلط بیان کیا‘ تو اسی مجمع میں آپ پر اعتراض کیا جائے گا‘ آپ جواب دیں‘ اگر آپ نے صحیح عبارت پڑھ کر صحیح مطلب بیان کردیا‘ تو ہم مجمع عام میں یہ اقرار کریں گے کہ مرزا محمود صاحب کو عبارت پڑھنے کا سلیقہ ہے۔‘‘ (ص:۸)

مرزا محمود نے اس کے جواب میں ایسی چپ سادھی کہ ’’خبرے نیست کہ ہست‘‘ کا مضمون صادق آیا۔

۶:......حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسنؒ صاحب نے ایک رسالہ ’’اول السبعین‘‘ کے نام سے تحریر فرمایا‘ جس میں لاہوری جماعت کے امام مسٹر محمد علی صاحب اور قادیانی جماعت کے خلیفہ مرزا محمود صاحب سے مسئلہ نبوت کے بارے میں ان کے مذہب کی وضاحت طلب کرنے کے لئے ستر سوالات کئے اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ جواب خواہ دونوں امیر صاحبان خود لکھیں یا اپنے کسی ماتحت سے لکھوائیں‘ مگر دستخط ان دونوں صاحبوں کے ہونے

لازم ہیں۔ قادیانی امت کے ذمہ دار اس رسالہ کے جواب میں جب سے اب تک خاموش ہیں۔

مباحثہ مونگیر کا تذکرہ حضرت مولانا مرتضیٰ حسنؒ کی عبارت میں ابھی اوپر گزر چکا ہے‘ جس میں قادیانیوں کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور مرزائیوں کے امیر وفد سرور شاہ کو بھی ذلت کا اعتراف کئے بغیر چارہ نہ رہا۔ اسی نوعیت کا ایک مباحثہ فیروز پور میں ہوا‘ جس میں قادیانیوں نے من مانی شرائط پر مناظرہ کیا‘ لیکن علمائے دیوبند کے ہاتھوں ایسی شکست اٹھائی کہ انہیں مدت تک نہ بھولی۔ اس مباحثہ کا مختصر سا تذکرہ ”میں بڑے مسلمان“ میں بالفاظ ذیل کیا گیا ہے:

”فیروز پور میں مرزائیوں کے ساتھ ایک مناظرہ طے پایا‘ اور عام مسلمانوں نے جو فن مناظرہ سے ناواقف تھے‘ مرزائیوں کے ساتھ بعض ایسی شرائط پر مناظرہ طے کرلیا‘ جو مسلمان مناظرین کے لئے خاصی پریشان کن ہوسکتی تھیں‘ دارالعلوم دیوبند کے اس وقت کے صدر مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت (مولانا محمد انور) شاہ صاحب کشمیریؒ (کے مشورے سے مناظرے کے لئے) حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ‘ حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ‘ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ تجویز ہوئے۔ یہ حضرات جب فیروز پور پہنچے تو مرزائیوں کی شرائط کا علم ہوا کہ انہوں نے کس طرح دجل سے من مانی شرائط سے مسلمانوں کو جکڑ لیا ہے‘ اب دو ہی

جائے یا پھر انکار کردیا جائے‘ پہلی صورت مضر تھی‘ دوسری صورت مسلمانان فیروز پور کے لئے سبکی کا باعث ہوسکتی تھی کہ دیکھو! تمہارے مناظر بھاگ گئے۔ انجام کار انہی شرائط پر مناظرہ کرنا منظور کیا گیا‘ اور حضرت (مولانا محمد انور) شاہ صاحب (کشمیریؒ) کو تار دے دیا گیا۔ اگلے روز مقررہ وقت پر مناظرہ شروع ہوگیا اور عین اسی وقت دیکھا گیا کہ حضرت (مولانا محمد انور) شاہ صاحب (کشمیریؒ) بہ نفس نفیس حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تشریف لارہے ہیں‘ انہوں نے آتے ہی اعلان فرمایا کہ جائیے! ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ تم نے جتنی شرائط مسلمانوں سے منوائی ہیں‘ اتنی شرائط اور من مانی لگوالو‘ ہماری طرف سے کوئی شرط نہیں‘ مناظرہ کرو اور خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھو۔ چنانچہ اسی بات کا اعلان کردیا گیا‘ اور مفتی صاحبؒ‘ مولانا ادریس کاندھلویؒ اور مولانا سید بدر عالم صاحبؒ نے مناظرہ کیا‘ اس میں مرزائیوں کی جو درگت بنی اس کی گواہی آج بھی فیروز پور کے درودیوار دے سکتے ہیں‘ مناظرے کے بعد شہر میں جلسہ عام ہوا‘ جس میں حضرت (مولانا محمد انور) شاہ صاحب (کشمیریؒ) اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے تقریریں کیں‘ یہ تقریریں فیروز پور کی تاریخ میں یادگار خاص کی نوعیت رکھتی ہیں۔ بہت سے لوگ جو قادیانی دجل کا شکار ہوچکے تھے‘ اس مناظرہ اور جلسہ کے بعد اسلام میں واپس لوٹ آئے۔“

(میں بڑے مسلمان ص:۹۵‘ طبع سوم)

خلاصہ یہ کہ مرزائیوں کے ساتھ علمائے دیوبند کے سینکڑوں تقریری و تحریری مباحثے ہوئے اور بحمد اللہ! ہر موقع پر قادیانیوں کو میدان ہارنا پڑا۔ اسی سلسلہ میں علمائے دیوبند کی جانب سے متواتر ایک سال تک اشتہارات بھی نکلتے رہے‘ مگر قادیانیوں نے جواب دہی سے توبہ کرلی۔

☆☆......☆☆

نوٹ: یہ پیشکش صرف یکم محرم تک کیلئے ہے
علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش
علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی‘ مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں
خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ
ستارا جیولرز
ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2 فون: 2545080-2545805

خبروں پرایک نظر

ناموس رسالتؐ وعقیدۂ ختم نبوتؐ کے خلاف کسی قسم کی سازش ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی

سالانہ ختم نبوت کانفرنس فیصل آباد سے مقررین کا خطاب

فیصل آباد (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد قبا' گلی نمبر ۶' افغان آباد نمبر ۱' فیصل آباد میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا' پیر طریقت حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ' مجلس کے ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا غلام حسین جھنگوی' مولانا حبیب الرحمن' مولانا غلام مصطفی' مولانا ضیاء الدین آزاد' مولانا مفتی محمد طیب' مولانا محمد زکریا' صاحبزادہ مبشر محمود' مولانا طاہر الحسن شاہ گیلانی' مولانا شاہد ندیم' مولانا محمد طلحہ' مولانا محمد امین' مولانا خالد محمود مدنی' حافظ منیر احمد بخاری' حافظ محمد زکریا' حافظ ثاقب عزیز' قاری جواد حسن' مولانا محمد رضوان' مولانا عطاء الرحمن' مولانا عتیق الرحمن' قاری عبدالحفیظ' قاری رب نواز' مولانا قاضی عبدالخالق سمیت دیگر علمائے کرام نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ مستقبل میں قادیانیت نوازوں کے خطرناک عزائم کے خلاف اسٹریٹ پاور کا مظاہرہ کرنے کے لئے عوامی رابطہ مہم شروع کردی ہے۔ دیگر علمائے کرام نے اپنے بیانات میں کہا کہ ناموس رسالت و عقیدۂ ختم نبوتؐ کے خلاف کسی قسم کی سازش ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی۔ حکمران' امریکا اور مغرب کی خوشنودی کے لئے آئین پاکستان کی اسلامی دفعات کو نہ چھیڑیں' کیونکہ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتے ہیں' لیکن خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کے خلاف کسی سازش کو برداشت نہیں کریں گے۔ غیور مسلمان اپنی جانیں تو قربان کردیں گے' لیکن اپنے خون سے ناموس رسالت' اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔ کانفرنس میں ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ آئین پاکستان کی حساس اسلامی دفعات کو نہ چھیڑا جائے اور الرشید ٹرسٹ اور الاختر ٹرسٹ سے پابندی اٹھائی جائے۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے شبانِ ختم نبوت کا مستحسن اقدام

سرگودھا (پ ر) محافظ عقیدۂ ختم نبوت' شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی یہ دیرینہ خواہش تھی کہ جس طرح تبلیغی جماعت والے بستی بستی جاکر مسلمانوں کو دین پر عمل کرنے اور اس کو دوسرے مسلمانوں تک پہنچانے کی دعوت دیتے ہیں' اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ افراد بھی قریہ قریہ اور بستی بستی جاکر لوگوں کو خصوصاً مسلمانوں کو بھولا ہوا سبق یاد دلائیں اور انہیں بتائیں کہ عقیدۂ ختم نبوت کیا ہے؟ اور قادیانیت کی حقیقت سے روشناس کراتے ہوئے انہیں اس فتنہ سے خود بھی بچنے کی تلقین کریں اور دیگر مسلمانوں کو بھی اس فتنہ سے بچانے کی کوشش کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی اس دیرینہ خواہش کی تکمیل کا سہرا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما' مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کے سرجا' جنہوں نے سرگودھا میں عقیدۂ ختم نبوت کی ترویج واشاعت اور قادیانیت کے سدباب کے لئے تبلیغی جماعت کی طرز پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ نوجوانوں کی دعوت وتبلیغ کا آغاز کیا۔ چنانچہ اس طرز پر ۱۵/اپریل بروز اتوار استاذ الحدیث مفتاح العلوم' امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا' حضرت مولانا مفتی نور محمد مدظلہ کی قیادت میں شبانِ ختم نبوت کے نوجوانوں نے شہر کی تقریباً ڈیڑھ صد دکانوں کا تبلیغی دورہ کیا اور دوکانداروں سے ملاقات کرکے انہیں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور فتنہ قادیانیت سے بچنے کی طرف توجہ دلائی۔ عموماً یہ تبلیغی دورہ دو جماعتوں کی صورت میں ہوتا ہے' ایک جماعت کے ہمراہ مولانا مفتی نور محمد مدظلہ خود ہوتے ہیں' جبکہ دوسری جماعت کے ذمہ دار شبانِ ختم نبوت کے سٹی صدر پروفیسر عاصم اشتیاق وغیرہ ہوتے ہیں' اب تک شہر کے مختلف طبقات کی جانب سے اس اقدام کو بہت پذیرائی ملی ہے اور کئی جگہ لوگوں نے اس اقدام کو سراہا ہے۔ امید ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیگر دفاتر کے نگران وکارکنان بھی اس مستحسن اقدام کی پیروی کرکے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی روح کے لئے خوشی کا سامان کریں گے۔

مسجد کی تعمیر میں تعاون کیجئے

مسجد خاتم النبیّین

ومدرسہ ختم نبوۃ

زیر اہتمام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

سنگ بنیاد: امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی

گمبٹ ضلع خیر پور میرس سندھ، مسجد کی تعمیر کا کام جاری ہے احباب سے تعاون کی اپیل ہے

برائے رابطہ: شیخ عبدالسمیع ناظم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ، ضلع خیر پور میرس

فون: 0243-640076 سیل: 0301-6685585

REGD. NO. SS-16

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاترِ ختمِ نبوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختمِ نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-4514122 فیکس: 4542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد	سید نفیس الحسینی	(مولانا) عزیز الرحمن
امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	ناظم اعلیٰ